(مکمل ڈراما)

خوابِ ہستی

آغا حشر کاشمیری کے پُرزور قلم سے

مؤلفہ

ایم۔ ایس جوہر متھرا

ملنے کا پتہ

بھاٹی [illegible] تاجران کتب لوہاری گیٹ لاہور

داتا نیارا دکھ ساگر سے تارن ہارا۔ کل جگ کا پیارا۔
تم ہی جگ کے ادھار کٹھار و تمرے دوار۔ داتا نیارا۔ دوہا
دکھ روپی سنسار میں کام نہ آوے کو
نیا ہو منجدھار میں جو پار تمہیں سے ہو
سگر جگت نسدن پل پل چھن چھن رٹت ہے۔ دیا کے وصیام جاکے دھام تم وہی نام والا

باب پہلا پردہ پہلا محل نواب اعظم

نواب اعظم۔ شرم کر شرم بے غیرتی کے پتلے شرم کر۔ شریروں کے شر سے بروں کے اثر سے جفا سے دغا سے خطا سے بھرا ہے۔ جفاکار عیار مکار موذی فرشتے سے شیطان پیدا ہوا ہے۔ نہ محبت نہ پاس شرافت نہ توقیر عزت نہ شرم و حیا ہے۔ برائی کا بندہ طبیعت کا گندہ نہ دنیا کی عزت نہ خوف خدا ہے۔
میری شان و شوکت بزرگوں کی عزت مٹی دو جہاں میں تیرے شوہدہ پن سے بھی کہیں ہے۔ تجھکو بُرا ہے۔ ندامت بھی نادم ہے تیرے چلن سے۔
عباسی (طنزاً) آ رہی
معذرت ہیں جناب میں اتنی سختی بھی نہ کیجئے۔ جو کچھ بھی سخت جواب دینے کی ضرورت ہے۔

ابھی ان باتوں سے طبیعت بہلتی ہے۔ یاد رکھئے جب پتھر پر پتھر گرتا ہے۔ تو دونوں سے چنگاری نکلتی ہے۔ ؎

مجھ میں بھی فصاحت ہو حرارت ہے غضب کی — اس پر بھی جو کہتا نہیں کچھ صرف ادب ہے۔

راحت نہیں دیتے تو اذیت بھی نہ دیجئے — رکھ لیں ہیں دعائیں تو کیفیت نہ دیجئے

نواب اعظم۔ اگر بات سے اتنا ڈرتا ہے۔ تو فضیحتا۔ عباسی جو جیتی جاگتی لعنت ہے۔ ان سے کیوں نہیں پرہیز کرتا ہے۔ یہ دولت کے جونک ریاست کے گھن سونے کی ہڈی چچوڑنے والے کتے ہیں۔ ان سے کیوں نہیں پرہیز کرتا۔

عباسی۔ ان باتوں کا بدلہ لیا جائیگا۔

نواب اعظم۔ یہ وہیں تک ساتھ دینگے۔ جب تلک کچھ اس کے۔ جب تلک احمق ہے۔ تو جس وقت تک رہا سہا ہے سب خزاں آئی بدلیں گے تمام تیرا ساتھ دل سے یوں جدا ہو جائینگے جس طرح پتے پھول سے

صولت۔ میری زندگی کی انگوٹھی میں دو ہیروں سے چمک رہی ہے۔ آپ انہی کو پتھر بنا کر رد کرتے ہیں۔ معاف کیجئے۔ معلوم ہوتا ہے۔ آپ میرے دوستوں کی خوبیاں دیکھ کر ان پر حسد کرتے ہیں۔

نواب اعظم۔ بیوقوف ان میں سے ایک تیرے دل کو زخم اور دوسرا داغ ہے۔

صولت۔ جی نہیں۔ ان میں سے ایک میری روح اور دوسرا دماغ ہے۔

نواب اعظم۔ احمق ایک تیری قسمت پر تیل چھڑکے گا۔ اور دوسرا آگ لگائے گا۔

صولت۔ نہیں ایک آپ کی لگائی ہوئی آگ پر پانی چھڑکے گی۔ اور دوسرا بجھائے گا۔

نواب اعظم۔ میری جان میں تیرا دوست ہوں۔

صولت۔ مجھے کہنے دیجئے آپ میرے دشمن ہیں۔

نواب اعظم۔ بے ادب ہم تیرے باپ ہیں۔

صولت۔ آپ مجھے ڈسنے والے سانپ ہیں۔

نواب اعظم۔ کیا یہی قاتل باتیں سننے کے لئے ہم نے تجھے پالا ہے۔

صولت۔ آپ نے مجھے کاغذ کی ناؤ میں ظلم کی چھری سے نکال کر چھوڑا ہے۔

چمکت گل گاری دمکت پھلواری ہے سکیاری ہے نیاری سنگھاری کیا پیاری بہاری سے
الٰہی آبرو رکھیئے دل اخلاص پرور کی   کہ آئندہ کسی کو کیا خبر اپنے مقدر کی
ڈالی ڈالی پر کوئل کالی پھگنی کرے ہنتا ری۔

رضیہ۔ ماشاء اللہ میں حیران تھی۔ یارب وہ مجمع کہاں ہے۔ زمین کے ستاروں کا جھرمٹ یہاں کہاں سے آگیا

ڈالی۔ بہن تو مقدر نے دریچہ بڑھایا۔ ضرورت تھی جس چاند کی وہ بھی آیا۔

رضیہ۔ سارے میں بھی سنوں بات کیا ہو رہی تھی۔

ڈالی۔ دعا کر رہے تھے۔ دعا ہو رہی تھی۔

رضیہ۔ دعا کس غریب کے واسطے؟

بہار۔ ایک خوش نصیب کے واسطے۔

رضیہ۔ کس خوشحال کے لئے۔

ڈالی۔ آپ اور آپ کے اقبال کے لئے۔

بہار۔ آپ کے دولت و مال کے لئے۔

نمبر ۳۔ آپ کے حسن و جمال کے لئے

نمبر ۴۔ قیامت کی چال کے لئے۔

ڈالی۔ ناگن سے بال کے لئے۔

بہار۔ پھول سے گال کے لئے۔

رضیہ۔ ماشاء اللہ ماشاء اللہ۔

نمبر ۳۔ رہے جہاں میں تو رونق جہاں کی طرح۔

نمبر ۴۔ رہے بہار تیری باغ بے خزاں کی طرح۔

ڈالی۔ تیرا او ٹھان ترقی کرے قیامت کی۔

بہار۔ تیرا شباب بڑھے عمر جاوداں کی طرح۔

گانا

رسیلے نین متوالے تیرے صدقے پلا جائیں پئیں گے بھر بھر مدھ پیالے

چلت جوبن بھری کا میناں۔ لچک لچک جیسے دامیناں۔ پیاری موری
گلاری موری تک تک مدھ ماتی دل پر لگاتی چتوں کے بھالے رسیلے بن متوالے۔

رضیہ۔ بس بس معلوم ہوا کہ تمہیں رحالمیں دینے میں خوب مشاقی ہے۔

ڈالی۔ ارے حضور سرکار نے اپنی ساری دولت آپ کے نام لکھ دی ابھی تو اس کی مبارکباد باقی ہے۔

بہار۔ ہاں بی بی مبارک باد۔

نمبر ۳۔ سرکار مبارک۔

نمبر ۴۔ حضور مبارک۔

ڈالی۔ اب تو مٹھائیاں کھلوائیے۔

بہار۔ اب تو انعام دلوائیے۔

نمبر ۳۔ میں تو ایک ہزار کا توڑا لونگی۔

نمبر ۴۔ اور میں تو توڑے کے ساتھ زری کا جوڑا لونگی۔

رضیہ۔ دیوانیوں یہ سچ ہے۔ کہ بیٹے کی نالائق حرکتیں دیکھ کر چچا جان نے اپنی تمام دولت میرے نام لکھ دی ہے۔ مگر میں واقعی غیر حقدار ہوں۔ اگر کل ہی بھائی صولت کا چال چلن ٹھیک ہو جاوے تو میں کل ہی میں وصیت نامہ چاک کر کے اس کی دولت اُسے واپس دینے کو تیار ہوں۔

ڈالی۔ جب تک عباسی اس کی ہمدم اور نفیسہ اس کا مشورہ گار ہے۔ اس وقت تک صولت کا راہ پر آنا دشوار ہے۔

بہار۔ حضور یہ موئی عباسی کون ہے ؟ عباسی !

نمبر ۳۔ صولت کی آشنا۔

رضیہ۔ چپ بے شرم۔ عباسی کرنل بہرام کی بیوی ہے کرنل ایک دولت مند شخص تھا اتفاق سے دولت و مال نے منہ پھیرا مفلسی نے آن گھیرا بیچارے نے تنگ آ کر زہر کھا کر اپنی جان گنوائی۔ اور یہ بے وفا عورت دوسرے ہی روز بھائی صولت کے ساتھ بھاگ آئی۔

بہار۔ چھی چھی تھکار۔

نمبر۳۔ اے حضور کسی خودکشی میں نے تو سنا ہے کہ اسی مردار نے زہر دے کر اپنے شوہر کو مارا ہے۔

رضیہ۔ ہاں ممکن ہے۔

بہار۔ اور اس نمک حرام نوکر نضیحتا کو تو دیکھئے رہا نضیحتا۔

رضیہ۔ ہاں دیکھو نا کمینہ نے آٹھ برس تک اسی گھر کا نمک کھایا سو بارہ دفعہ چچا جان نے اسے جال فریب کے مقدموں سے چھڑایا۔ نوکری سے الگ کرنے کے بعد بھی پانچسو روپیہ عطا فرمایا اب ان احسانوں کا بدلہ اتنا ہے کہ انہی کے لڑکے کو لگا ٹالا ہے۔

نمبر۴۔ لعنت ہے۔ موئے پر (سہیلی کا آنا)

رضیہ۔ کیوں کیا ہے؟

نمبر۵۔ حمام تیار ہے حضور بیبی کا انتظار ہے۔

گانا۔ کا متیا کا ہے۔ کھڑی ہے۔ چل کے کر وہ سنگھار چل کے کرو۔ سنگھار پری۔ نکھار۔ کھلے گلزار کا۔ کھڑی ہو امنگ کے سنگ رنگ ہے چھایا۔ رنگ جمایا۔ آہا ہاہا آہا واہ واہ۔ رنگیلی رسیلی۔ نکیلی ہل مل جائیں ہم شار۔

باب تیسرا پردہ تیسرا راستہ

آیو ہے ساون من بھاون جل تھل سب گاوے ہیں برسے میگھا اور بہار نہ یاد ہے مرا لیکا اسے چھینگا رہے جھینگر دابھی کوک ہوک کونیا مارے ہے شاں سے آج سبھی لوہیں مست اور الست یہ دیوانہ من بیکل ہے اپنا ات عاری ہے۔ جان سے آیو ہے ساون تشنہ خدایا میں ڈھونڈھتی ہوں مجھے دوا دے میں عشق کی بیمار ہوں۔ شفا دے۔ میں محبت کی زہر پی گئی ہوں آپ لقا دے چمک اے امید کہ نہ صورت آفتاب کہ غم کی طرارتی اور ابھی رات کا سویرا ہو۔ قسمت میری واؤں پر آئیں تو لاکر جس کی میں ہو چکی ہوں وہ بھی میرا ہو

چل حسنا اپنے صولت اپنے دیوتا کے مندر میں چل

گاتا - من پریم کی راکھ لگالے - تو وہاں جوگن بن کر جانا ہے - جان آج رگوں کے تاروں پر الفت کا راگ سناتا ہے - اے آنکھو تم گنگا جمنا سوامی کا پاؤں دھلاتا ہے - من نے چل اپنے داتوں کو موہن یہ پھول چڑھاتا ہے میں بلہاری جاؤں تمکڑے پریم ان چرنوں پر واری ہو میں جب جانوں کپڑ جاری ہو جب راضی وہ گردھاری ہو - ر چلے جاتا

عباسی - آہ میرے راستے کی ٹھوکر یہی ہے - جو بھوکے شیر کے منہ سے اس کا شکار چھین لینا چاہتی ہے - صولت اور اسکی دولت کو میرے حرص کے دانتوں سے بچانا چاہتی ہے - نہیں رہ سکتی جس آسمان کے نیچے میں بستی ہوں جس زمین میں چلتی ہوں جس ہوا میں میں سانس لیتی ہوں نہیں رہ سکتی - ڈر ڈر لگے اس شہر کی سب سے زیادہ خوبصورت مگر بیوقوف عورت عباسی سے ڈر جس نے آزادی کے اپنی عصمت کو سلام کیا - جسے صولت کے لئے اپنے نام کو بدنام کیا اور جینے دولت کیلئے اپنے مفلس شوہر کو زہر دیکر تمام کیا کیا اسکا کینہ تجھے جلا کر خاک نہ کریگا نہیں نہیں چھری کا وار یہی کا پھندا یا تھوڑا سا زہر تیرا قصہ بھی پاک کرے گا -

نہ ہو گر تو یہ میرے خون دل پینے پہ لعنت ہے
میرے غصہ میرے کینہ میرے جینے پہ لعنت ہے

گانا

قاتل ہوں میں کینہ ور جلاد سے بیداد تیغ گلے چلا دوں اک طوفان مچا دوں - لاکھوں کے خون بہا دوں - عدم کی راہ دکھا دوں - خنجر نشتر خود سر ہر دم جھکتے ہیں میرے آگے صدقے ہیں جان و دل سے سورج ہے روشن تجھ سے ظالم بھی ہوں - عادل بھی ہوں قاتل بھی ہوں خونخوار بھی ہوں شیطان انسان ایمان ہر آن

باب پہلا پردہ چوتھا عیش کا محل

گانا صاحب

سرداری پیادے - [illegible]

دوہا

تصدیق مکسنی کا واسطہ جوش جوانی کا　　　لنڈھا دے ساقیا عطر شراب ارغوانی کا
الٰہی رات دن چھوٹا کریں صہبا کے فوارے　　　ریاض دہر سے اٹھ جائے استعمال پانی کا
دل کی کلی کھلے رنگ جوانی رنگ سے منگ وکھلا موج کرے پینے والا گل لالہ وسے پیا
سرداری پاوے پانی۔

مصاحب شعر

کیا ہے۔ اے ساقیٔ گلفام چھپکا دے　　　ساغر کہیں ملتا تو چلو سے پلا دے
یارب تیرے کوثر میں فقط نہر ہی ہے نہ ہستی　　　ہم کو جو پلانی ہو تو دنیا سے منگا دے

صولت

پیو اے گلبدن گلفام گل اندام گل پیکر　　　مئے گلرنگ نیرنگ گل اور رنگ گل پرور

مصاحب۔ بھائی فضیحتا۔
فضیحتا۔ ہاں بھائی گھسیٹا۔
مصاحب۔ دم بادہ کشی کچھ ناچ گانا ہو تو بہتر ہے
چمن میں بلبل نغمہ سرا کرو سے بدتر ہے

گانا دو رنڈیاں

ہم سے کرکے بہانا پیارے سوتن گھر جانے ہو۔ جاؤ جاؤ مجھے نہ ستاؤ۔ جاؤ جاؤ مجھے نہ ستاؤ۔ قسم کیوں جھوٹی کھاتے ہو۔ ہم سے کرکے بہانہ پیارے تاک تاک پیارے نرچھی نجریا ملی نظر کی کٹریا آنکھوں میں چھوٹا نگاہوں میں جادو پیارے کی بالی عمریا جیا ترسے بد پیارے ساتو ریاکیوں ترساتے ہو۔ ہم سے کرکے بہانا۔

فضیحتا - آرہی ہے۔

صولت - کاٹھ کی پتلی

عباسی - جو حماقت کے پیٹ سے پیدا ہوئی۔

فضیحتا - بیوقوفی کے دودھ سے پلی۔

عباسی - اور جوان ہوکر عشق کے نشتر سے اندھی ہوگئی۔

صولت - آرہی ہے۔ (عباسی اور فضیحتا کا پوشیدہ رہ جانا)

حسنا - یہی ہے میری خوشی۔ یہی ہے میری خوشی کی دنیا۔ یہی ہے میری دنیا کی روشنی ؎

محفل ہستی میں شمع انجمن آرا ہے یہ — بیکسی کی رات میں امید کا تارا ہے یہ
آرزو کی آنکھ کی پتلی تمناؤں کی جان — پیار بھی کرتا ہے جسکو پیار وہ پیارا ہے یہ

صولت - محبت غلط۔ کچھ نہیں کہیں نہیں۔ لوگوں کے دماغ میں فتور ہوا ہے۔ محبت کا نام محض شاعروں کی بدولت جنہیں گل بلبل کا دلال کہا جاتا ہے۔ دنیا میں مشہور ہوا ہے

حسنا - میرے اللہ یہ کیا کہتا ہے۔

صولت - مطلب کی دوستی ہے۔ مطلب کی سب وفا ہے۔ مطلب کے سب ہیں بندے مطلب فقط خدا ہے۔

الفت ہے کام دل کا اور دل کے لفظ دو ہیں — ایسی ہی ہے نفرت اک، اک سے جدا ہیں

حسنا - نہیں یہ لفظ زبان پر نہ لاؤ۔ اچھے صولت تمام دنیا پر الزام نہ لگاؤ ؎

سبھی یکساں نہیں بلبل بھی معشوق بھی ہیں — باغ میں خار بھی ہیں گرچہ ہزاروں پھول بھی ہیں

صولت - اے حسین حسنا تو بھولی بھالی ہے۔ یہ دنیا فریب کا نقارہ ہے۔ جو شور بہت کرتا ہے۔ لیکن اندر سے خالی ہے۔

حسنا - میرے آفتاب تم اندھیرے میں ہو۔ قدرت نے محبت کی زمین پر یہ دنیا کا محل اٹھایا ہے۔ خدا نے آگ۔ پانی۔ مٹی۔ ہوا۔ ان سب کو محبت کے پانی میں گوندھ کر یہ بولتا ہوا مکان بنایا ہے ؎

بلبل نثار ہوتا ہے گلہائے باغ پر — پروانہ جان دیتا ہے جلکر چراغ پر
دنیا کے ذرہ ذرہ میں الفت کی لاگ ہے — پتھر کے بھی جگر میں محبت کی آگ ہے

صولت - ہاں اگر نہیں ہے۔ تو مرے بیدرد میرے باپ کے دل میں۔

حسنا۔ میرے صولت۔

صولت۔ حسنا کیا دنیا ایسے کو ماں کہیگی۔ جو بیٹے کے حق میں ایسی بے ایمانی کرے۔

حسنا۔ صولت کیا دنیا ایسے کو شریف بیٹا کہیگی۔ جو اپنے باپ کے ساتھ ایسی بدزبانی کرے۔

صولت۔ جس کا دل جلتا ہے۔ اس کے منہ سے ایسا ہی کلمہ نکلتا ہے

حسنا۔ نہیں یہ بروں کی خصلت ہے۔ اچھوں کی زبان پر ہمیشہ اچھی بات آتی ہے۔ سانپ دودھ پیتا ہے۔ اور زہر اگلتا ہے لیکن گائے گھاس کھاتی ہے۔ اور دنیا کو دودھ پلاتی ہے۔

صولت۔ حسنا غور کر۔ آدمی کے مقابلے میں حیوان کی مثال دینا کسقدر واہیات ہے۔

حسنا۔ اور صولت تم بھی غور کرو۔ جو کام حیوان نہیں کرتا۔ وہ کام انسان کرے۔ تو کسی شرم کی بات ہے۔

صولت۔ میری روح۔ میری قسمت کی طرح تو بھی مجھ سے جنگ کرتی ہے۔

حسنا۔ میرے صولت حسنا تم سے نہیں۔ تمہاری بدی سے لڑتی ہوں۔

صولت۔ اچھا کہیگا کون اسے اس دغا کے بعد۔

حسنا۔ دنیا میں ماں باپ کا ہے درجہ خدا کے بعد۔

صولت۔ حسنا حسنا یہاں نہیں ہے۔ یہ سوز نہاں نکلتا ہے۔ جگر کی آگ کا منہ سے دھواں نکلتا ہے۔

حسنا۔ حیا سکھو ادب رکھو بچو آتش بیانی سے
بجھا دو اس بدی کی آگ کو نیکی کے پانی سے

صولت۔ جسے کہتے علاج سمجھے ہے وہ درد ہو گیا
بس جاؤ جاؤ تم سے بھی دل سرد ہو گیا

حسنا۔ بے سبب ناراضی۔

صولت۔ بس رہنے دو لفاظی۔

حسنا۔ میری تقصیر۔

صولت۔ میری تقدیر۔ سب ہیں ستانے والے غم کے بڑھانے والے۔

دل کے جلانے والے جگر کے لگانے والے

قسمت کے زخموں کا ہمدم نہیں ہے کوئی — نشتر تو سینکڑوں دل میں ہیں مرہم نہیں ہے کوئی

حسنا — جاں جہاں چھپکدوں تم ہو وہ پیارے — قدموں کے آگے ڈالدوں یہ سر اتار کے

آنکھیں بچھا دوں جو اشارہ اگر ہو — لے جاؤ [illegible] تمہارے آگے ملے

صولت — اوہ عجیب پیار ہے سب کو نہایت [illegible]

مشکل ہو ساتھ دو کوئی حال تباہ ہو — سایہ بھی چھوڑ جاتا ہے [illegible]

حسنا — صولت! میرا عشق وفادار ہے

صولت — میری حسنا یہ دشوار ہے۔

حسنا — صولت مجھے آزماؤ۔

صولت — حسنا۔ تم موم ہو۔ امتحان کی آگ کے سامنے نہ آؤ۔

حسنا — میں پھر کہتی ہوں۔ مجھے محبت ثابت کرنے کا موقعہ دو۔

صولت — ہاں تو۔ یہ تو جعلی وصیت نامہ ہے۔ اسے رکھ کر کسی طرح میرے باپ کی تجوری سے اصلی وصیت نامہ نکال لاؤ۔

کسوٹی اب آ گئی کہ کیا تم سے ہو پائے — یہ جھلملا سنہرا عشق پیتل ہے کہ سونا ہے

حسنا — اوخدا۔ یہ تو مجھے چوری کرنے کیلئے کہتا ہے۔ اب میں نہیں نہیں صولت تم مجھے کیا سمجھتے ہو۔

صولت — اپنی زندگی۔ اپنی جان۔ اپنی روح۔

حسنا — کیا یہ شرم اور افسوس کی بات نہیں ہے کہ تم مجھے اپنی روح سمجھتے ہو اور اسی کو جہنم میں گرانے کے لئے تیار ہو۔

صولت — سرد ہو گئی۔ زرد ہو گئی۔ عشق کا بخار اتر گیا۔ محبت کا جوش مر گیا۔

لفظوں میں دو ہی قدم چل کے تھک گئی — کہاں جاں دینگی تو جو رہاں تھکے بکھر گئی

حسنا — زباں دی تھی کہ تم پر جاں دونگی جان حاضر ہے
کہا تھا سر کٹا دوں گی یہ سر اس آن حاضر ہے
میری دولت محبت تیرا جو دل سب کچھ تمہارا ہے
نہ دونگی میں مگر ایمان یہ ان سب سے پیارا ہے

صولت - آہ قسمت نشمت - امید کی روشنی بھی مجھے راستہ نہیں دکھاتی ہے۔
حسنا - ذرا اسے ٹھیک راستہ دکھائیے۔
صولت - خدا مجھ بد بخت کے لئے مجھے رحم دل بنا دے۔
حسنا - صولت بے گناہ ہے۔ اس لئے طبیعت جھکتی ہے۔
صولت - محبت اندھی ہے اس لئے گناہ کو نہیں دیکھ سکتی ہے۔
حسنا میں کیا کروں - کچھ سمجھ نہیں پڑتا ہے۔
صولت - حسنا اچھی حسنا۔
حسنا - اوہ جی ٹھیرو - تمہارا عشق میرے ایمان سے لڑتا ہے۔
صولت - خدا کرے وہ فتحیاب ہو۔
حسنا - اوہ محبت تو خراب ہو۔
صولت - دل آرا۔
حسنا - دل ہارا۔

باب پہلا پردہ پانچواں محل رضیہ

گانا سہیلیاں - کیا بہار چھائی دیکھو - پھولا ہے ہریالا جی - ڈالی ڈالی پر۔ -
کھلیاں جوہی چمپا کی کلیاں بن بھی چمن بن گیا ہے رنگت والا جی ہری ہری
ڈالیاں جی من ہری ہری ڈالیاں - بولے پپیہارا - بہار ت ہے جیا را۔
رضیہ - دل یہ صدا گل کی ادا پہ ہے فدا - آؤ پیاری گائیں ساری پھولا ہے ہریالا
جی - کیا بہار چھائی دیکھو۔
رضیہ - بہار۔
بہار - سرکار۔
رضیہ - ڈالی۔
ڈالی - حضور عالی۔
رضیہ - ہوا سے مست قمری گا رہی ہے پھول ہنستے ہیں۔
گھٹا چھائی ہوئی ہے ہر طرف موتی برستے ہیں۔

چلو گلشن کو لطفِ سبزہ و گل یاد کرتا ہے چلی آتی ہے ہچکی۔

ڈالی۔ کوئی بلبل یاد کرتا ہے۔

بہار۔ ہاں ہاں حضور ضرور چلئے طبیعت بھی تازی ہو گی۔ اور باغ کی سرفرازی ہو گی۔

ڈالی۔ مگر بی تم کیوں آتی ہو؟

بہار۔ اور بی تم کیوں ساتھ جاتی ہو۔

ڈالی۔ ہیں ہیں بانکپن سے ناز سے نئے سرو کو چال سکھاؤنگی۔

بہار۔ میں ان گالوں کی لالی سے لالے پہ رنگ جماؤنگی

ڈالی میں مستی مل کے ہونٹوں پر بی سوسن کو شرماؤنگی۔

بہار۔ میں دونہ چھڑک کے گل کا نرگس سے آنکھ لڑاؤنگی۔

ڈالی۔ میں ایسا ٹھاٹھ بناؤنگی۔ گلشن سارا تعظیم کرے۔

بہار۔ میں ایسی شان سے جاؤنگی ہر گل جھک کر تسلیم کرے۔

رضیہ۔ نگوڑ لو چلو تو سہی۔ گھر ہی میں گل و گلزار سے ٹھٹھا۔ یہ ہی مثل ہے۔ کہ سوت نہ کپاس۔ کوڑی سے لٹھم لٹھا۔

ڈالی۔ میں صدقے گئی ؎

آرام دل کو دیجئے راحت دماغ کو	جم جم سے آپ جائیے گلشن دماغ کو
گستاخیاں مگر یہ کرے کوئی پھول کے	بلبل نہ منہ کو چومے دیکھیں بھول کے

رضیہ چل دلالہ شیطان کی خالہ۔ خبردار جو ایسا لفظ زبان سے نکالا۔ موئے بلبل کو اپنی ابڑی چوٹی پر وار دوں۔ ایسی لے باکی دکھائے۔ تو ایک ایک پھول کو سامنے اٹھا کر سو سو جوتاں ماروں۔

بہار۔ اے حضور ایک مرتبہ اسے کالے کوّے نے چوما تھا۔ اس لئے آپ کو بلبل سے ڈراتی ہے۔

ڈالی۔ چل موئی اچھال چھکا۔ اپنا عیب دوسروں کے سر پر چھکاتی ہے۔

بہار۔ دیکھو حضور بچی بات سے کیسی آگ لگ اٹھی۔

ڈالی۔ لو یہ دیا سلائی کی بیٹی بھی سلگ اٹھی۔

بہار۔ موئی ہتھیلی جھلی بھبری کو سے کے نام پر ہوتے ہوئے کو ٹلے کی طرح کیوں چٹکتی ہے

ڈالی۔ سوئی خوشامدی بنا۔ تو اس دم کتی گلہری کی طرح کیوں چہکتی ہے ؎

جس جا دیکھا کچھ ہریالا جس جا پایا کچھ گل لالہ   ہاتھ میں لیکر بھیک کا پیالہ بیٹھ گئیں اور بولیں لالہ

نمبر ۳۔ چل لالہ دبو کی خالہ۔ منہ بڑا چھا پیٹ میں کالا۔

بہار۔ ہم سب سے بھی رتبہ بالا۔

نمبر ۴۔ گڑ کھالے اور گرم مصالحہ۔

رضیہ۔ آگ لگے اس مٹھے کو۔ بس چھوڑ دو بنڈی جاتی ہے۔

ڈالی۔ ہے ہے تو اتنا غصہ۔

بہار۔ اے بی بی اترائی ہے۔

رضیہ۔ کیا جھنجلا گئی۔

نمبر ۳۔ نہیں حضور گھبرا گئی ہے۔

نمبر ۴۔ اجی نہیں بوکھلا گئی۔

نمبر ۳۔ نہیں جی سرما گئی۔

رضیہ۔ بیگم رہاں تو کہیو۔

بہار۔ میاں مٹھو منہ سے تو بولو۔

نمبر ۴۔ حلوا چاہیئے کہ بوٹی۔

بہار۔ یہ پیچ مانگتی ہے کہ روٹی

ڈالی۔ چل نٹ کھٹ کھوٹی۔ سمجھ کی موٹی طبیعت کی چھوٹی۔ زیادہ ستائیگی۔ تو کاٹونگی۔ ناک اور چوٹی۔

بہار۔ اوہو عورت ہے یا سہراب کی خالہ۔

رضیہ۔ بس بس تم سترہیوں نے بھی غریب کو ذرا سی چوک ہونے پر نکو بنا ڈالا۔

ڈالی۔ دیکھئے یا حضور۔ لونڈی نے کون سی بری بات کہی۔ مانا کہ بلبل سے گستاخی ہوئی۔ تو آپ اس پر غصہ لگائیے گا۔ لیکن خدا رکھے چار دن کے بعد چاند سا دولہا آئیگا۔ تو کیا اس کے ہونٹوں پر بھی تالا ڈالئے گا۔

رضیہ۔ کیوں خیسانی بھرو ہو چھیر خانی ؎

کون باندھے ہے اپنی قسمت غیر کی تقدیر سے   ہیں تو کوسوں بھاگتی ہوں تیلی کی تیر سے

شاد ہیں اس حال میں مجھکو نہیں شادی پسند گلشن دنیا میں ہوں میں سرو آزادی پسند

گانا

آئے آئے شام سندر سیاں بل جیاں - سندھروا تو راہاں سانوریا ڈلے گلے بتیاں
دل جو کسی سے لگائینگے ہے رے گوئیاں - دل جو کسی سے لگائینگے ناحق کے صدمے
اٹھائینگے ہے ری گوئیاں ناحق کے صدمے اٹھائینگے - آج جنکی آنکھوں میں جادو بھرا
ہے کل وہی آنکھیں دکھائینگے ہے ری گوئیاں کل وہی آنکھیں دکھائینگے - ملے
دلبر دل آرا - ملے پیاری کو پیارا ملے چندر سے تارا - آئے آئے شام سندر

ڈالی - اچھی عورت بغیر مرد کے - اور مرد بغیر عورت کے کبھی اس مصیبت بھری دنیا میں آرام نہیں پاتا ہے - اکیلا پہیہ گر پڑتا ہے - اور گاڑی میں دوسرے کیساتھ ملکر منوں بوجھ اٹھائے جاتا ہے -

رضیہ - مرد ہمیشہ حکومت جتاتے ہیں -

ڈالی - اور عمر بھر غلامی بھی کر دکھاتے ہیں -

رضیہ - ادنے ادنے بات پر دباتے ہیں -

ڈالی - فضول سے فضول بار بھی تو اٹھاتے ہیں -

رضیہ - ذرا سے قصور پر دیدے دکھاتے ہیں -

ڈالی - اور ذرا سے اشارے پر آنکھیں بھی تو بچھاتے ہیں -

رضیہ - بیوی کو گھر میں بند کرکے خود باہر گلچھرے اڑاتے ہیں -

بہار - حضور یہ تو اولڈ فیشن والوں کا دستور رہے ہیں تو آپکو کسی نیولائٹ کے جنٹلمین سے بیاہ منظور ہے -

رضیہ - بہتی میرا تو شادی کے نام سے جی جلتا ہے -

بہار - تو دل کیوں جلائیے شادی کا سوڈا اور نکاح کی رس بھری نوش فرمائیے -

گانا - تیرے دل کی لگی کو بجھا دیں - میری جان کوئی لا دیں گے بانکا سانوریا - ہاں ہاں لاوینگے بانکا سانوریا -

رضیہ - چلو چنچل چپ رہو کو زبان - تیرے دل کی ملے دلبر دل آرا - پیار دل کا پیارا ملا ان انکی دو نبھیاں - تیوریوں صنیاں سانورے سلونے پہ وار و تم جان - لے تجھے پیاری سانوریا

تیر سے دل کی۔

باب پہلا پردہ چھٹا خوابگاہ شاہ عالم

خوابگاہ نواب اعظم

(اعظم نواب کا سوتے ہوئے دکھائی دینا۔ حسنا کا ایک ہاتھ میں فانوس لئے ہوئے آنا اور تجوری کو کھولنا۔ اور جعلی وصیت نامہ رکھ کر اصلی وصیت نامہ چرا لیجانا)

باب پہلا پردہ ساتواں کوچہ کسیاں

گانا منو

نشہ پانی سے کوئی مت کچھ سے جھیلا۔ نشے بازار لیلا مرکیا ہے سو کوئی
مت کچھو رے جھیلا
بھنگڑی کہے تھا آج پی نہیں بھنگ جل تکے ہیں تو چار یاروں کے سنگ
بیکر بھنگ جیتی جنگ۔ کون گرو کا چیلا مرے پیارے سے تو کوئی مت کچھو رے
جھیلا۔ نشہ پانی سے تو کوئی مت۔

گاتے ہوئے اندر جانا۔ ضعیفا کی عورت کا آنا

عورت۔ توبہ توبہ موئے نوکروں نے تو مجھے پریشان کر رکھا ہے بغیر عمر کی جھڑکی لات جوتے کے کوئی کام ہی نہیں کرتا۔ منوا او رموئے منوا۔ ارے موئے جواب تو دے اونگھ گیا۔ کہ سانپ سونگھ گیا۔

منو۔ سرکار حاضر ہوں۔ سرکار حاضر ہوں۔

عورت۔ ارے او کام چور حرام خور مردود۔ کافر یہ جی بیٹھی آواز دل پر ایک چوب تیز خانہ خراب۔ نانا شاہ کا پوتا ہے۔ یا نادر شاہ کا نواسہ ہے۔

منو۔ حضور آپ تو مفت خفا ہوتی ہیں۔ ناحق گالیاں دیتی ہیں۔

عورت۔ ارے موئے بد ذات کم اوقات۔ ہم مفت خفا ہوتے ہیں۔ کیا تو تنخواہ نہیں پاتا تنخواہ۔

منو۔ کیا میں گالیاں کھانے کی بھی تنخواہ پاتا ہوں۔ میں نے ہاتھ بیچا ہے یا ذات۔

عورت - ہائے ہائے جی چاہتا ہے۔ کہ موئے کو پھانسی لگوا دوں پھانسی
منو - اہا اب میں سمجھا۔ شاید ہائی کورٹ کے اختیارات بھی آپ جہیز میں ساتھ لائی ہیں
عورت - ارے موئے گستاخ لفربھر کھایا ہیڑا سر لوں - جوتا اور مال کروں مرمت -
منو - خبردار وہیں ٹھہر جانا - قدم آگے بڑھایا - تو تم نے جانا - زبان سنبھالو - اپنی نوکری بھاڑ میں ڈالو (چلے جانا)
عورت - موئے حرام خور - نوکروں پر اسی طرح رعب داب قائم رکھنا چاہیئے - بلکہ نوکروں پر ہی کیا منحصر ہے - سب مردوں سے اسی طرح پیش آنا چاہیئے - ورنہ مرد کی ذات ذرا سے منہ لگانے پر سر چڑھ جاتی ہے - عورتوں کو لازم ہے۔ کہ مردوں کی ڈور ڈھیلی نہ چھوڑیں - ان سے دراد ب کر نہ رہیں - کیونکہ عورتوں کو خدا نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے - اور مردوں کو ٹھیکہ پر بنوایا ہے مردوں کا فرض ہے۔ کہ عورتوں کی خدمت کرنا - کھانا پکانا بستر بچھانا - پاؤں دبانا - حقہ بھرنا تابعداری کرنا - ہاں میں ہاں ملانا کیوں ٹھیک ہے نا (جانا)
فضیحتا - (داخل ہوکر) آداب عرض لیجیئے فضیحتا بھی آگیا - کہتے ہیں جس کو عرف میں فتنہ بھی آگیا - لوگ کہتے ہیں - کہ بے ایمانی نہ کرو ارے بھائی بے ایمانی نہ کریں - تو کھو کے مریں خدا بخشے ہمارے ابا جان فردوس مکاں - بات بات پر سمجھایا کرتے تھے - کہ بیٹا تو ایماندار رہیگا - تو بھوکا مریگا - اور بے ایمانی کے غبارے اڑائے گا - تو تر نوالے کھائیگا - اگر حلال کی کمائی چاہے گا - تو حرام موت مارا جائیگا - کیا کریں - ایسا کام کرنے کو جی تو نہیں چاہتا ہے مگر بزرگوں کی نصیحت پر عمل کرنا عین سعادت مندی ہے اس لئے ہم نے بھی یہی سبق یاد کر لیا ہے ؎

اے امانت بر تو لعنت از تو رکھے یا فہم　　اے خیانت بر تو رحمت از تو گھے مالیم

جھوٹا نوٹ بنانا مجھے یاد ہے - سکہ ڈھالنے میں بندہ استاد ہے ابھی ابھی جعلی وصیت نامہ بنا کر صولت کو دیا ہے - یقین ہے کہ حسنا کی معرفت بدلوائے گا اور کل مال و دولت کا مالک ہو جائیگا - کیا شک ہے ہر بات میں ہوشیار ہوں نکمائے روزگار ہوں مگر ایک عورت کے ہاتھ سے لاچار ہوں - ارے ادو

اندھیرے تھا۔ کہ جو ہزاروں مردوں کو انگلیوں پر نچاتے۔ وہ اپنی سگی جورو سے ہار کھائے ہیں نے بہت سے لوگوں کو بڑے گھر پہنچایا ہے۔ اور یہ مجھے خدا کے گھر پہنچاتی نظر آتی ہے۔ دیکھئے تقدیر کیا دکھاتی ہے۔ منوا منو ہوت۔

منو۔ سرکار حاضر ہوں۔ سرکار حاضر ہوں۔

فضیحتا۔ ارے یہ تو بتا۔ کہ آج کل ہماری بیوی کے مزاج کا تھرما میٹر کتنی ڈگری پر رہتا ہے۔

منو سرکار ان کے مزاج کا قوام ہمیشہ کڑا ہی رہا کرتا ہے۔ آج وہ گالیاں کا تار باندھا۔ کہ الامان الامان۔ میرا جی تو ایسی نوکری سے بالکل بیزار ہے

فضیحتا۔ ارے ٹھیر جا بھائی کیوں گھبراتا ہے بس اس شیطان زادی کو ابھی ابھی ٹھیک کئے دیتا ہوں۔ مجھے امید تھی۔ کہ سمجھانے سے سمجھ جائیگی۔ لیکن لوہے سے نرمی اور برف سے گرمی کی امید فضول ہے مگر دیکھ تو اب یہ کام کرنا۔

(کان میں)

عورت۔ (داخل ہوکر) کیوں جی کیا کانا پھوسی ہو رہی ہے۔

فضیحتا۔ جی کچھ نہیں۔

عورت۔ جی کچھ نہیں۔ دیکھیو میں تم دونوں کے اچھی طرح کان کھولے دیتی ہوں کہ میرے گھر میں آیندہ اسی طرح کھسر پھسر نہ ہونے پائے۔

فضیحتا۔ کھسر پھسر تو نہیں۔ کوئی مشورہ کی باتیں کرتے ہیں۔

عورت۔ مشورہ بیوی سے کرتے ہیں یا خدمتگار سے۔ دو کوڑی کے پاجی کو یار غار بناؤ گے۔ تو خطا پاؤ گے۔ جوتیاں مار کر نکالو موئے کمینے کے منہ پر خاک ڈالو۔

منو۔ اری کٹ کھنی کتیا بھونکے جاتی ہے۔ اور مجھے کتا بناتی ہے۔

عورت۔ موئے حرام خور پاجی شیطان بے ایمان۔ ایڑی چوٹی پر تجھے کروں قربان گھر جا۔ اپنی اماں بہنوں کو ستا۔ اور موئے مردود سے۔ نکھٹو بھاڑ سے کے ٹٹو کھڑا کھڑا سنتا ہے اور کچھ نہیں بولتا۔

فضیحتا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جو لوگ میری حالت کو دیکھ کر ہنستے ہیں۔ خدا کرے ان کی بیویاں ایسی ہو جائیں۔ چلو ان باتوں کو چھوڑو۔ نوکر سے سر نہ پھوڑو۔

عورت - چل ہوئے بجاؤ۔شیطان کا خالو۔ ٹکر ٹکر دیکھتا ہے۔ اور کچھ نہیں بولتا۔
فضیحتا - میں کیا بولوں اپنا سر۔
عورت - تو سنتا نہیں موئے بدھے جھڑوس۔
فضیحتا - کیا ہے بیوی فانوس۔
عورت - موئے بے حیا دیکھ یہ کیا ہو رہا ہے۔
فضیحتا - میری عزت کا نیلام۔
منو - جو بڑے سو پائے۔
عورت - ہائے تجھے خدا خاک میں ملائے۔
منو - دیکھو سرکار۔
عورت - ہائے تیرے سرکار پر خدا کی مار
فضیحتا - ہیں یہ کیا۔ منو کی خطا اور ہم کو سزا۔
عورت - چل موئے مشعلچی۔ ایک مداری ایک ڈفلچی۔
فضیحتا - تم تو یوں ہی خالی خولی خفا ہوتی ہو۔
عورت - بیٹا خالی بھرتی کے بھروسے نہ رہنا مارے جوتوں کے بھیجا بہادوں گی! میاں اور نوکر دونوں کو مزا چکھا دوں گی۔ موئے کو دیکھو تو سہی نہ صورت نہ شکل بھاڑ میں سے نکل۔ خدا تجھے غارت کرے۔ نبست نابود کرے الٰہی تجھ کو رانڈ کر دے رانڈ۔
فضیحتا - ٹھیر تو سہی تیرے رانڈ ہونے سے پہلے میں ہی رنڈوا ہوتا ہوں۔ اچھا اس قصور معاف کر ڈالو۔
عورت - نہیں کبھی نہیں۔ اس کو ابھی ابھی میرے گھر سے نکال دو۔
منو - کینا۔ کیا تیرے باپ کا گھر ہے۔ جو بھونکے جاتی ہے۔ کہ اس کو نکال دو۔ اس کو نکال دو۔
عورت - دیکھو۔ دیکھو۔ موا کیا بکتا ہے۔
فضیحتا - بچا منو۔ تو بہت سر چڑھ گیا ہے۔ منہ لگائے تو ساتھ کھانے لگا۔

اب کہ تو نے چوں بھی کی۔ تو فوراً نکال دیا جائیگا۔ سمجھا حرام خور۔ باجی۔ نمک حرام۔ شیطان۔ لچا۔ گنڈا۔ بدمعاش۔ گستاخ۔ منہ زور۔ بد لگام۔ صورت حرام۔ ہماری اکلوتی بیوی کے منہ لگتا ہے۔ تو جانتا نہیں۔ ہماری بیوی کیا ہے لکھپتی کا اوتار ہے۔ جب سے اس کا قدم گھر میں آیا ہے سارا محلہ (برباد) آباد ہوگیا ہے اور گھر کی صفائی دن بدن ترقی پر ہے۔

(عورت سے) بس پیاری۔ اب تو خوب دھمکا یا۔ اب تم غصہ کو تھوک دو۔

عورت۔ تو دیکھو۔ اس کو آٹھ دن کے اندر ہی اندر میرے گھر سے نکال دو۔

فضیحتا۔ اجی اللہ اللہ کرو۔ آٹھ دن کس کے خدا لے جاتا۔ تو ابھی فیصلہ ہو جائے گا۔ میرا دم بھی ناک میں آگیا ہے۔ جب تک یہ بلا یہاں سے نہ جائے گی۔ مجھے بھی کل نہ آئیگی۔ ذرا ٹھیر تو سہی۔ گھڑی دو گھڑی میں کھڑا بال ہوا چاہتا ہے۔

عورت۔ اور ہاں۔ خوب یاد آیا۔ کیوں جی وہ ہار۔

فضیحتا۔ وہ بالکل تیار ہے۔

عورت۔ تیار ہے۔ تو کب لاؤ گے۔ یا یونہی بے پر کی اڑاؤ گے۔ آج سے کل کل سے پرسوں۔ یوں ہی گذارے جاؤ گے برسوں۔

فضیحتا۔ پیاری خدا جانے تجھے رات دن تیرے ہار کی فکر لگی رہتی ہے۔

عورت۔ تو تم تو روز نئی لاکر [illegible] جب ہی تو اچھی منگاؤنگی۔ ورنہ [illegible]۔

فضیحتا۔ ہاں ابھی لئے آتا ہوں۔ دیکھو اسی واسطے پرسوں پہلے ہی سو روپیہ کا نوٹ بھی تیار رکھا ہے۔

عورت۔ دیکھوں۔ دیکھوں۔ یہ نوٹ میں دیکھوں

فضیحتا۔ یہ لو۔ خوب دیکھو۔ کیوں جی میٹھ بھر کے دیکھ چکیں۔ چلو ادھر لاؤ۔

عورت۔ اجی بس جاؤ۔ کھارے پانی سے منہ دھو آؤ۔ بندی ایسی بھولی بھالی نہیں۔ جو آیا ہوا نوٹ کھوئے گی۔

فضیحتا - جبھی تو اپنی قسمت کو روئےگی -
عورت - اب تو بندی خود جائیگی - اور سنار سے ہار لائیگی -
فضیحتا - دیکھ یہ بات اچھی نہیں - دھوکا کھا جائیگی -
عورت - اجی جاؤ - یہ ڈراؤ کسی اور کو دکھاؤ - بس ابھی جاتی ہوں - اور دیکھو ہار لے کے آتی ہوں -
فضیحتا - بےشک ہار تو تیری قسمت میں ہے - کیوں بیٹا منو کچھ خیال میں آیا کہ استاد نے کیا رنگ جمایا -
منو - اجی صاحب - آپ تو جادو کے ہاتھ بکے ہوئے معلوم ہوتے ہیں -
فضیحتا - کیوں -
منو - یہ قیمتی نوٹ اسکو کیوں دے دیا -
فضیحتا - تو پھر کیا کرتا -
منو - آپ تو کہتے تھے - کہ میں اسکو ٹکا لینے کی فکر میں ہوں - اور آپ نے جو اس کے برخلاف جھٹ سے پانچسو کا نوٹ ٹکا دیا -
فضیحتا - بیٹا تو نادان ہے - اگر میں نوٹ نہ نکالتا - تو یہ ملا بھی یہاں سے نہ نکلتی اس نوٹ کو اس کا رستہ نہ سمجھو - کیوں کچھ سمجھا -
منو - اجی میاں غضب ہوگیا -
فضیحتا - کیا ہوگیا -
منو - پولیس کے جوان ادھر آتے ہیں -
فضیحتا - آنے ہوںگے - راستہ کیا تمہارے باپ کا ہے -
منو - مگر حضور بی بی بھی ان کے ساتھ ہے -
فضیحتا - ساتھ ہے - تو بیڑا ہی پار ہوا - اور موٹھ چل گئی - مار دوں کا ایک ہی فقرہ اسے بڑے گھر پہنچانے کو کافی ہے - بیٹا منو - اب تو میری ہاں میں ہاں ملائے جانا -
منو - بہت خوب -
(کچھ بول چال کے بعد)

عورت۔ لو ان سے پوچھ لو۔ یہ نوٹ کس کا ہے؟
جمعدار۔ کیوں جی یہ نوٹ تمہارا ہے۔
(تین دفعہ پوچھنا)
فضیحتا۔ جی ہونٹ سردی کے مارے پھٹ گئے ہیں۔
جمعدار۔ تم پاگل ہو گئے ہو۔ ہم پوچھتے ہیں۔ یہ نوٹ تمہارا ہے۔
فضیحتا۔ حضور مجھ سے دل لگی کرتے ہیں۔ میں جانتا ہوں۔ شاید آپ میرا امتحان لیتے ہیں۔ صاحب اگرچہ میں ایک غریب آدمی ہوں۔ مگر کسی کا حرام کا مال نہیں لینا چاہتا ہوں۔ کیوں بیٹا منوں؟
(گھڑی نکال کر دینا)
منو۔ جی بجا ہے قبلہ۔
عورت۔ ارے غضب ابھی ابھی تم نے مجھے یہ نوٹ نہیں دیا۔
فضیحتا۔ جمعدار صاحب یہ عورت کیا کہتی ہے۔
عورت۔ مذاق جانے دو۔ دل لگی ہو چکی۔
فضیحتا۔ ارے مائی ہم دل لگی کیوں کرنے لگے۔ پرائی عورت کو تو ہم اپنی ماں بہن سمجھتے ہیں۔ کیوں بیٹا منو۔
منو۔ جی بجا ہے قبلہ۔
عورت۔ تم تو ایسی باتیں کرتے ہو۔ جیسے مجھے جانتے ہی نہیں۔
فضیحتا۔ آپ کو کبھی پہلے دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔
منو۔ حضور شاید کہیں میلے ٹھیلے میں دیکھا ہوگا۔
جمعدار۔ یہ عورت جعلی نوٹ بازار میں چلانے آئی۔ تو سرکار کی مجرم قرار پائی۔
فضیحتا۔ ارررر جعلی نوٹ کیا ایسی دغابازیاں بھی دنیا میں ہونے لگیں۔ جو عورتیں بھی ایسے کام کرنے لگیں۔
منو۔ جی ہاں۔ آپ جیسے ایماندار تھوڑے ہی ہیں۔
فضیحتا۔ کیا برا زمانہ ہے۔ عورتیں بھی ایسا کام کرنے لگیں۔

منو - جی ہاں قبلہ -
عورت - تم نے مجھے یہ نوٹ نہیں دیا۔ تو یہ بھی کہ دو لو کہ میں تمہاری جورو بھی نہیں -
فضیحتا - ہائیں یہ کیا جورو۔ ارے توبہ توبہ - یہ بے چاری تو بالکل بدحواس ہو گئی ہے۔ غریب دکھیاری آفت کی ماری یا جناب باری کون ہے کوئی لاوارث بے چاری -
عورت - تو کیا تم میرے میاں نہیں ؟
فضیحتا - شاید تم آدمی بھول گئی ہو - بے شک ایک شکل کے دو آدمی ہونے سے انسان دھوکا کھا جاتا ہے -
عورت - نہیں جمعدار صاحب یہ جھوٹا ہے - میں اس کی جورو ہوں -
فضیحتا - اچھا مائی - تجھے اپنے منہ پر اختیار ہے - چاہے سو کہہ دے - مگر میں تو تم کو اپنی بہن سمجھتا ہوں - کیوں منو -
منو - جی ہاں - اور میں اماں سمجھتا ہوں -
عورت - ہاں تیرا ستیاناس ہو جائے - تجھ کو پیٹوں - تیرا جلوا بناؤں - موا جنم جلا - نصیبوں پیٹا - تیرا کھوج کھوؤں -
فضیحتا - ارے ارے جمعدار صاحب یہ بچاری تو پاگل ہو گئی -
جمعدار - اچھا سعادت خاں - اس کی مشکیں باندھو - ورنہ کسی کو کاٹ کھائیگی -
عورت - جمعدار صاحب! آپ مجھے کیوں باندھتے ہو - میں کچھ دیوانی نہیں ہوں - مجھے تو اس بے ایمان کی بات پر غصہ آتا ہے - جی چاہتا ہے اس کی بوٹیاں چباؤں -
منو - کھا گئی - کھا گئی - کھا گئی -
فضیحتا - دیکھئے حضور میں نہ کہتا تھا - کہ یہ کاٹ کھائیگی -
جمعدار - چپ رہ - اب کے بولیگی - تو سزا پائے گی - تیرے پاگل پن کے ہم گواہ ہیں - ہمارے سامنے تو کاٹنے کو تیار ہوئی -

عورت - ارے موئے کیا الخان بنا ہے۔ اپنی خالہ کو تو اتنی جلدی بھول گیا منڈی کاٹا دینا بھر کا اٹھائی گیرا تجھے گہری گور میں گاڑ دوں - الٰہی اسے کبھی نصیب نہ ہو -

فضیحتا - جمعدار صاحب اس بیچاری کا آزار بڑھ گیا ہے - اسکو سیدھے پاگل خانے پہنچا دیجئے

جمعدار - سعادت خاں چلو - اس کو پاگل خانے پہنچاؤ -

عورت - موئے پاگل کہنے والے کو ملیا میٹ کروں - اس کو روؤں - اس کو چباؤں - اس کو گاڑوں - خدا کرے تو مر جائے - گڑ جائے - اجڑ جائے تیرا نام لیوا - پانی دلوا نہ رہے (لے جاتے ہیں)

منو - لے جاؤ - لے جاؤ - لے جاؤ -

فضیحتا - کیا ہاتھ صاف ہے - کبھی خالی گیا نہ وار - میں اپنی آپ کرتا ہوں تعریف بار بار -

گانا

میں آفت کا پرکالا ہوں - سو حکمت فطرت والا ہوں لگڑے جھگڑے کی ہنڈیا میں
میں بلدی مرچ مصالحہ ہوں - قسمت کا مارا پٹیا ہوں ہیں پھر بھی شیخ فضیحتا ہوں
لچے شہدے گنڈے بدمعاشوں کا میں تو دادا ہوں - میں آفت کا
تم مجھ کو سانپ سمجھو - بچھو توپ کا باپ سمجھو -
دنیا کا باپ سمجھو - جو چاہے آپ سمجھو -

باب پہلا پردہ آٹھواں مکان صولت

صولت - ہر ایک انسان قسمت کی قید میں ہے - اور میری قسمت ایک وصیت نامہ کی قید میں ہے - افسوس میری غریب تقدیر اول تو تجھے حرفوں کی کالی زنجیر پہنائی گئی - پھر زنجیر پر سیاہ نقطوں کی مہر لگائی گئی - اس پر لفافے کے قیدخانہ میں ڈالا ہے - اور قیدخانہ کے دروازہ پر لاکھ کا تالا ہے - اور تالے کی مجبوری پہرہ دار ہے - اور مجبوری کی حفاظت کا میرا باپ ذمہ وار ہے دشوار ہے - دشوار ہے - اگر شیطان بھی اپنی تمام چالاکی صرف کر ڈالے - تو

بھی تیری رہائی دشوار ہے۔

صولت شعر

امید جس سے جو رہو وہ بات جنکر لائیگی | دل پسینے کیواسطے حنا بھی پھر لائیگی
ہر لفظ ہوگا ایک داغ لیے جگر کیواسطے | تیار رہ اے کان تو غم کی خبر کیواسطے

حنا۔ کیوں اسے آسمان رکھنا ہے ایسا نکھار چاند۔

صدقے اس ایک چاند پر تیرے ہزار چاند

دل وجان دین و ایمان خوشنما انداز کے صدقے۔

ادھر بھی دیکھ لو میں اس نگاہ ناز کے صدقے۔

صولت۔ کون حنا۔ پیاری حنا۔

حنا۔ میرے قیصر۔

صولت۔ تریاق لائی زہر ہلاہل کیواسطے | کیا دار مل گیا غم قاتل کیواسطے
حنا۔ جست تھی اس طرف کو جہم تھا اسطرف | نیکی بدی میں جنگ ہوئی دل کیواسطے
خوبی۔ امانت آبرو حق فرض اعتبار | سب قتل ہوگئے ہیں مرے بسمل کیواسطے
صولت۔ تو نیک تو آب بقا لیکے آئی | ہے مرہم میرے زخم کا لیکے آئی
مسیحائی بھی شفا لے کے آئی | میرے درد دل کی دوا لیکے آئی
سیوں چاک قسمت وہ رشتہ مجھے دے | فرشتے فرشتے نوشتہ مجھے دے

حنا۔ چنوں نے جان بھی زلفوں نے دل سنبھالا۔

بھی عقل وہ بھی کھو دی پیکر وفا کا پیالہ

اس لوٹ سے فقط اک ایمان بچ گیا تھا۔

تیرے خریدنے کو لے وہ بھی بیچ ڈالا۔

صولت۔ ہاں یہی ہے وہ منتر وہ جادو وہ طلسم وہ قید جس میں میری قسمت بند ہے۔ اے رنج بس اب دور ہو جا۔ خاک ہو جل جا۔ غم سنتا ہے۔ اٹھ اور میرے پہلو سے نکل جا۔ غصہ میں ہوں۔ اے یاس میرے آگے سے ٹل جا شیطان لو ان سارے جنیوں کو نگل جا۔ ہاں عیش خوشی لطف سرور اور طرب آؤ دل خالی ہے۔ رہنے کے لیئے آؤ۔ سب آؤ۔ ہر ہے ہر ہے۔

حسنا۔ صولت۔

صولت۔ دولت عیش خوشی۔ فتح۔ ہرّے ہرّے۔ دارا کو ورمانی دونگا۔ سکندر کو خانسامی دونگا۔ قاروں محاوظ خزانہ ہوگا۔ جمشید کے ہاتھ میں شراب خانہ ہوگا۔ شیکسپیر اپنے ناٹکوں میں میری تعریف لکھے گا۔ فردوسی شاہنامہ کے بعد اب میرا عیش نامہ تصنیف کریگا۔ ہرّے ہرّے حسنا ہرّے ؎

کیا مال ہے قاروں کا خزانہ میرے آگے
پھیلائیگا اب ہاتھ زمانہ میرے آگے۔
رضواں کو بھی سر ہوگا جھکانا میرے آگے
اک کھیل ہے جنت کا بنانا میرے آگے
پھولے نظر آئینگے چمن لعل و گہر کے
دیکھونگا جدھر پھول برس جائینگے زر کے

حسنا۔ پیارے صولت ؎

ایمان ہے احساں ہے نیکی ہے خدا ہے
کاغذ فدا ہوگئے۔ اس طرح یہ کیا ہے
شادی میں کہیں غم کے نہ پہلو نکل آئیں۔
اتنا نہ ہنسو جان کے آنسو نکل آئیں۔

صولت ؎ سہرا خوشی کا باندھا قسمت نے میرے سر پر
اب بھی اگر یہ روئے تو لعنت ہے چشم تر پر
دنیا کی عشرتوں سے گہری صدا اٹھنے لگی۔
اب میں بتاؤنگا دولت بنی بننے لگی۔

حسنا۔ میرا حق ہے۔ وہ کبھی نہیں ہوسکتی۔ میرے یوسف ثانی حسنا سے وعدہ دولت پر مہربانی۔

صولت۔ تو یہ ہاتھ تیرے ساتھ بھی مہربانی اور گوہر افشانی کرنے کو تیار ہے۔

حسنا۔ مگر محبت کی محتاج حسنا خود اس ہاتھ کی حقدار ہے۔

صولت۔ تو اس ہاتھ کو لے کر کیا کریگی۔

حسنا۔ اس کی غلامی محبت اور ادب کرونگی۔ اور جب یہ میری اطاعت سے خوش ہوگا۔
تو اس سے تمہارا دل طلب کروں گی۔
صولت۔ تو کیا تو میری بیوی بننے کی آرزو رکھتی ہے۔
حسنا۔ میں صرف تمہاری لونڈی بننا چاہتی ہوں۔
صولت۔ حسنا لونڈی بننا عزت کی تباہی ہے۔
حسنا۔ مگر محبت کی غلامی دنیا کی بادشاہی ہے۔
صولت۔ حسنا سے ؎

پری ہو سندری ہو نازنیں ہو مہ جبیں ہو تم
جہاں میں حسن کی زینت ہے جس سے وہ حسیں ہو تم
مگر یہ دل کسی لیلیٰ پہ مجبور ہو نہیں سکتا
تمہیں میں پیار کی آنکھوں سے دیکھوں ہو نہیں سکتا

حسنا۔ او خدا۔ او خدا۔ انسان کتنا خود غرض ہے۔ صولت بے درد صولت کیا
یہی میری ہمدردی کا عوض ہے ؎

یہ وہ سینہ ہے جو صدق و صفا کا گھر ہے — یہ وہ کعبہ ہے کہ جو پاک و فا کا گھر ہے
کوئی شیشہ نہیں پتھر نہیں تصویر نہیں — دل کو مت توڑ ستمگر کہ خدا کا گھر ہے

صولت۔ او بے حس جب میرے پاس سونے اور چاندی کی اینٹوں کا انبار ہے تو
تو اک لٹے ہوئے گھر کا دو بارہ بسانا کیا دشوار ہے ؎

سونے کا صاف مانی ہیروں کے صاف کنکر — سونے کی رو مٹی لعلوں کے لال پتھر
سب کچھ ہی مانگا دونگا دل کا سکاں بنا تو — کاغذ دیا ہے تونے لے دولت جہاں تو

حسنا۔ صولت او بے مروت۔ کیا تو میری وفا ؤں کو روپیہ سے خریدنا
چاہتا ہے۔
صولت۔ کیا تو انسان نہیں ہے۔ کیا روپیہ کا نام سن کر تجھے لالچ
نہیں آتا۔
حسنا۔ لالچ اور خود غرض۔ اس وقت تیری سمجھ چوکتی ہے۔ محبت دولت کی
لالچی نہیں۔ بلکہ دولت کے منہ پر تھوکتی ہے۔

دولت۔ حسنا تو بالکل بے تمیز ہے۔ دولت پیاری دولت۔ خوبصورت دولت
تھوکنے کے لائق نہیں۔ بلکہ چومنے کے لائق چیز ہے ۔

خوشی راحت مزہ آرام سب ہے اسکے ہونے سے
پر وہ لعنت ہے جس کی مانگ ہے یاں کونے کونے سے
میں سچ کہتا ہوں کہ شیطاں بھی سجدہ میں ہے گر پڑتا
بنانے خاک کے بدلے اگر آدم کو سونے سے

حسنا ۔
خوار دنیا میں ہوں عقبےٰ میں مگر بات رہے
اپنی دولت ہے وہی مر کے بھی جو ساتھ رہے
قبر میں صرف کفن اوڑھ کے سونا ہوگا
نہ تو چاندی کی کہیں ہوگی نہ سونا ہوگا

دولت۔ احمق ۔
اس باغ میں وہی گل ذی اختیار تھے   جن کے گلے میں لعل وجواہر کے ہار تھے
دارا جم و سکندر و خاقان کیقباد   پاگل نہ تھے جو دولت و زر پر نثار تھے

حسنا: اگر دولت ہی کو لازوال جانتے تھے۔ تو بیشک دیوانے تھے ۔
جم اور دارا کا مال سارا زمیں پہ یا چرخ پر کہاں ہے
بھرے تھے قارون نے جو خزانے اٹھا کے دیکھ اب نظر کہاں ہیں
اندھیری قبروں میں چھپ پڑے ہیں چراغ لعل و گوہر کہاں ہے
وہ رعب اور کروفر کہاں ہے وہ تند کہاں ہے وہ گھر کہاں ہے
جو کل تھا دولت سے جگمگاتا وہ آج کالا پڑا ہوا ہے
وہ قبریں ہیں اور ان کے گھر پر فنا کا تالا پڑا ہوا ہے

دولت۔ بس بس۔ حسنا۔ میں دولت کے سوا تیری خدمت کا عوض اور کچھ
نہیں دے سکتا ہوں

حسنا۔ میں اس دولت پر بھی لعنت بھیجتی ہوں۔
دولت۔ میں اس لعنت پر نفرت کرتا ہوں۔
حسنا۔ میں اس نفرت کو حقارت سے دیکھتی ہوں۔

صولت - تو مفلس و فقیر ہے۔
حنا - مگر حنا دل اور خصلت میں تجھ سے زیادہ امیر ہے۔
صولت حنا سن - میں عیاش ہوں - بدمعاش ہوں - بدقماش ہوں - تمام دنیا سے بیٹا ہوں - مگر پھر بھی نواب اعظم کا بیٹا ہوں۔
حنا - اس لئے۔
صولت - میں عزت کی بربادی نہیں کر سکتا۔
حنا - یعنی۔
صولت - تو چور ہے اور میں چور عورت سے شادی نہیں کر سکتا۔
حنا - میں چور - اور تم ساہوکار اور میں چور۔
صولت - کیوں - کیا تم نے وصیت نامہ نہیں چرایا۔
حنا - مگر مجھے چوری کرنے کے لئے کس نے سمجھایا - ایک فرشتے سے کس نے گناہ کروایا - ایک سیدھی سادھی ایماندار عورت کو کس نے بہکایا - تو نے اے بےشرم مفلس تو نے جس بدذاتی سے بڑھ کر کوئی بدذاتی نہیں - جس بے ایمانی سے بڑھ کر کوئی بے ایمانی نہیں - جس دغابازی سے زیادہ کوئی دغابازی نہیں - کس نے تو نے - اور نواب اعظم کے مفلس بیٹے تو نے - میں محبت سے سرشار تھی - میں تجھ پر نثار تھی - تیری مرضی کی تابعدار تھی - چوری کو لاچار تھی - اور خوبصورت سانپ تجھے کیسی زہریلی باتیں یاد ہوتی ہیں اور خدا آج مجھے معلوم ہو گیا - کہ مردوں کے ساتھ بیچاری عورتیں اسی طرح برباد ہوتی ہیں ؎

دعائیں دی ہیں میں نے جب کوئی تو نے جفا کی ہے
خدا ہی داد دیگا بے وفا جیسی وفا کی ہے

صولت - وفا کیسی وفا کہاں کی وفا - وفا محلوں میں نہیں - قلعوں میں نہیں امیرزادیوں میں نہیں شہزادوں میں نہیں - پھر تجھ میں کہاں سے آئی تو نے کہاں سے پائی۔
حنا - تو وفا کو غلط جگہ ڈھونڈ رہا ہے - امیر تو خیالات میں جا کر ہاتھ آتا ہے

وفاداری کا چراغ امیروں کے محلوں میں نہیں۔ غریبوں کے جھونپڑوں
میں جگمگاتا ہے۔

صولت ۔ خیر میں ہی بیوفا ہوں باوفا ہے ایک تو
میں ہوں دنیا بھر کا پر دنیا میں ہے بس نیک تو
جبکہ مجھ میں ہے کسی میں اچھی بدوائی نہیں
چھوڑ دے پھر جو ہو ہرکس لئے جاتی نہیں

حسنا ۔ خیر جاتی ہوں ۔ مگر یہ ساتھ لے جاتی ہوں ۔
(وصیت نامہ چھین لینا)

صولت ۔ اودغا۔
حسنا ۔ بس داغ پایا ۔ داغ دے جاتی ہوں ۔
صولت ۔ لا ۔ ادھر کاغذ وگرنہ تو نگا ظلم و زور سے ۔
حسنا ۔ بس وہیں ورنہ جہاں آجائیگا اک شور سے ۔
صولت ۔ حسنا پیاری حسنا
حسنا ۔ میں پیاری تیری پیاری ۔
صولت ۔ ہاں میری پیاری ۔
حسنا ۔ کون ۔
صولت ۔ ماہ پارا ۔
حسنا ۔ کون ۔
صولت ۔ دل آرا ۔
حسنا ۔ کون ۔
صولت ۔ اچھی حسنا ۔
حسنا ۔ ارے یہ کوں ؟
صولت ۔ ایسے وفا شعار سے ایسے ستم فریب ۔
حسنا ۔ بیشک کیا فریب مگر تجھ سے کم فریب ۔
صولت ۔ وہ چاہ وہ نباہ تیرے دل سے وہ نکل گئی ۔

حسنا - پہلے تھی ایک نیند بس - اب آنکھ کھل گئی -

صولت - [illegible] تیری بے ہنریوں سے ہائے چھاتی چھن گئی
[illegible] جنت واڑگوں کی طرح حسنا بھی دشمن بن گئی

(حسنا کا جانا)

فضیحتا - یا الٰہی خیر کیوں اسکی طبیعت بھر گئی ؎ بندہ پرور کیا ہوا کیونکر طبیعت بھر گئی

صولت - ہائے فضیحتا - فضیحتا -

فضیحتا - اے پھر کس کا فضیحتا - کہاں کا فضیحتا - کب فضیحتا - کیوں فضیحتا -

صولت - ہائے فضیحتا میں مر گیا -

فضیحتا - خدا آپ کو جنت نصیب کرے -

صولت - اب کیا کریں -

فضیحتا - کفن خریدو -

صولت - کہاں جاؤں -

فضیحتا - قبرستان میں -

صولت - ہائے ہم تو مر گئے معبود -

فضیحتا - واہ بیٹا مزہ دکھا کر امرود مر گئے مردود - جس کی فاتحہ نہ درود -

صولت - ارے یہ کیا بڑبڑاتا ہے -

فضیحتا - جی کچھ نہیں - صرف فاتحہ پڑھتا ہوں -

صولت - ہائے - سب کی نظر میں میری عزت گر گئی -

فضیحتا - اب تمہارے خانہ عزت میں جھاڑو پھر گئی -

صولت - ہائے اب اپنے عیش و عشرت کے دن گئے -

فضیحتا - اس کا باعث حضور -

صولت - قسمت کا پیچ - تقدیر کا فتور - فضیحتا حسنا آئی تھی - اور وہ دستاویز لائی تھی - مگر واپس لے گئی -

فضیحتا - واقعی حضور یہ تو بہت ہی برا ہے -

صولت - مگر تو اس میں اپنی کچھ چالاکی دکھا سکتا ہے؟

قصیحتا۔ حضور اس امر میں میری چالاکی تو بالکل لاچار ہے۔ ٹھہرئیے میں چالاکی کی خالہ کو بھیجتا ہوں
صولت۔ صولت صولت۔ کیا قسمت کے جوئے میں تیرے لئے ہار ہی ہار ہے۔
عباسی۔ کھیل کا کچھ قصور نہیں ہے بلکہ پانسہ ہی پھینکنے کا شعور نہیں ہے۔
صولت۔ تو کیا میری نادانی میرے داؤ ہراتی ہے۔
عباسی۔ بے وقوف کھلاڑی۔ قسمت کی بازی۔ تدبیر کی لہروں سے جیتی جاتی ہے۔
صولت۔ میں مصیبتوں سے لاچار ہوں۔ میں تیار ہوں۔ اگر قسمت کے جیتنے کی تدبیر صرف شیطان ہی کو معلوم ہے۔ تو میں اس کی بھی خوشامد کرنے کو تیار رہوں۔
عباسی۔ شیطان کہتا ہے۔ کہ اپنی عقل کی خوشامد کرو۔
صولت۔ میری عقل بانجھ ہو گئی ہے۔ اس سے کوئی تدبیر پیدا نہیں ہوتی۔
عباسی۔ تو میری عقل سے کام لو۔ انسان اندھیری میں ٹھوکر نہیں کھاتا ہے۔ اگر اس کے چراغ میں تیل نہیں رہا۔ تو دوسرے سے چراغ مانگ کر جلاتا ہے۔
صولت۔ تو شمع بن کر اجالا دے۔ میں پروانہ بن کر تیری روشنی میں جلونگا۔
عباسی۔ یہ دنیا ایک میدان جنگ ہے جس میں عقل ترقی سے لڑ رہی ہے ایک آدمی کی غرض دوسرے آدمی پر حملہ کر رہی ہے۔ ہاتھ پاؤں مدد پہنچاتے ہیں۔ کمزور مرتے اور زبردست فتح پاتے ہیں۔ اگر دور اندیشی کو عقل کے ہتھیاروں سے سجا کر میدان میں لاؤ گے۔ ہاتھ پاؤں ہلاؤ گے۔ تو تم ضرور فتح پاؤ گے۔ ورنہ اس زندگی کی خوفناک جنگ میں ایک بیجان لاش کی طرح کچل دیئے جاؤ گے۔
صولت۔ تمہارے لفظ دہشت پیدا کرتے ہیں۔
عباسی۔ انسان جب تک دہشت میں نہیں پڑتا۔ اس وقت تک گوہر مقصود ہاتھ نہیں آتا جب تک سانپ کو مارنے کے لئے آمادہ نہیں ہوتا۔ وہاں تک خزانہ نہیں پاتا ہے۔

صولت۔ تمہارا کیا مطلب۔

عباسی۔ آدمی کا دوسرا نام مطلب ہے وہ اپنے لباس کے لئے ریشم کے کیڑوں کو پامال کرتا ہے۔ وہ اپنی غذا کے لئے غریب جانوروں کو حلال کرتا ہے۔ وہ دنیا کی تمام چیزوں کو اپنا خدمت گار خیال کرتا ہے۔

صولت۔ تو کیا اسے ایسا نہ کرنا چاہئے۔

عباسی۔ اسے ایسا ضرور کرنا چاہئے۔ جو لڑتا نہیں۔ وہ او بر نہیں جاتا۔ جو آقا بننے کی کوشش نہیں کرتا۔ وہ غلام بنایا جاتا ہے۔

صولت۔ اے میرے دماغ پر حکومت کرنے والی میں کیا کروں۔

عباسی۔ تم تم۔

صولت۔ ہاں میں۔

عباسی۔ تمہیں راحت اور دولت درکار ہے۔

صولت۔ ہاں۔

عباسی۔ تمہارے باپ کو دینے سے انکار ہے۔

صولت۔ ہاں۔

عباسی۔ تمہارا لطف زور دار ہے۔

صولت۔ یعنی۔

عباسی۔ تمہارے پاس خنجر آبدار ہے۔

صولت۔ اُف۔

عباسی۔ تمہارے خنجر میں دھار ہے۔

صولت۔ تو۔

عباسی۔ تھوڑا جوش۔ ایک وار جھگڑا پار۔

صولت۔ کیا خون۔

عباسی۔ چپ۔ چپ۔

صولت۔ باپ کا۔

عباسی۔ چپ۔ چپ

صولت۔ عورت۔ عورت۔
عباسی۔ غریبی یا دولت۔
صولت۔ مگر۔ مگر۔
عباسی۔ سنو۔ خنجر آبدار لو۔ میں عورت ہوں۔ مجھ سے مرد اپنا ادھار لو۔
صولت۔ میں مرد ہوں۔
عباسی۔ میں خوش ہوں۔ وہ۔
صولت۔ بس۔
عباسی۔ مرلیگا۔
صولت۔ مرچکا۔

باب پہلا پردہ نواں ندی

فضیحتا۔ رات سیاہ۔
عباسی۔ وقت سیاہ۔
فضیحتا۔ بخت سیاہ ۔ سر و چمن پہ قمری مدہوش ہو رہی ہے
بلبل چراغ گل کو گل کرکے سو رہی ہے
عباسی ۔ خواب گراں میں دریا محسوس ہو رہا ہے
آب رواں کو گویا کابوس ہو گیا ہے
صولت ۔ بزم جہاں کے مہماں آرام کو سدھارے
قصر فلک میں جاکر سب سو رہے ستارے
عباسی ۔ دنیا سیاہ چادر اوڑھے ہوئے پڑی ہے
مردوں کے امتحاں کی صولت یہی گھڑی ہے
چلو آج اس حجرے سے دو کام کرنا ہے۔ تمہارے باپ کیساتھ حسنا کو بھی تمام کرنا
صولت۔ ہاں وہی آرہی ہے۔
عباسی۔ چھپ جاؤ۔ موت شکار کو دھوکا دے کر لا رہی ہے۔
(چھپ جانا)

حسنا۔ سناٹا۔ رات تاریکی ستاروں نے دنیا کا گناہ نہ دیکھنے کے لئے آنکھیں بند کر لی ہیں۔ یہی وقت ہے۔ جب خیال ناپاکی اگلتا ہے۔ یہی وقت ہے جب جرم گنہگار کے سینہ سے باہر نکلتا ہے۔ یہی وقت ہے۔ جب شیطان کی لوری سے بدی جاگتی ہے۔ یہی وقت ہے۔ جب ظالم کا خنجر مظلوم کے گلے پر چلتا ہے اور اسکی تھرتھرائی ہوئی چیخ خدا کی طرف پناہ لینے کے لئے بھاگتی ہے۔ یہی وقت تھا جب محبت نے ایماں کو بھگایا۔ اور میں نے وصیت نامہ چرایا۔ حسنا گو تیرا گناہ سخت ہے۔ مگر اس گناہ کفارہ ادا کرنے کا بھی یہی وقت ہے۔

صولت۔ کفارہ نہیں۔ بلکہ تیری موت کا وقت ہے۔

حسنا۔ او خدا۔

صولت۔ بس ٹھیر۔

حسنا۔ او فراموش۔

صولت۔ بس خاموش۔

حسنا۔ او بے رحم کیا یہ خنجر میرا خون پینے کو تیار ہے۔

صولت۔ ہاں۔ خون خون۔ تیرا خون لذت دار ہے۔

حسنا۔ میں نے کونسا قصور کیا ہے۔

صولت۔ تو نے میری امیدوں کو چور کیا ہے۔

حسنا۔ صولت۔ صولت۔

صولت۔ وصیت۔ وصیت۔ بے وقوف عورت وصیت

حسنا۔ نہیں ہوتو کبھی نہیں پائیگا۔ جہاں سے آیا ہے وہیں رکھا جائیگا۔

صولت ؎ نہیں کیسی نہیں سن تو جو ماری آستین نکلی۔
زباں ہی کاٹ ڈالوں گا اگر منہ سے نہیں نکلی
ترے انکار کے پنجے کو یہ لوہا مروڑے گا
تجھے دینا پڑیگا تجھ سے خنجر کے چھوڑ لیگا

(نکال لینا)

حسنا۔ او ظالم میں نے ہمیشہ تیرے ساتھ محبت کی ہے۔

صولت۔ نہیں تو نے میرے ساتھ عداوت کی ہے۔

حسنا۔ او بے حیا میں بڑی منت کرتی ہوں۔

صولت۔ او پُر دغا میں تجھ پر لعنت کرتا ہوں۔

حسنا۔ سفاک میں تیرے قدموں پر سر جھکاتی ہوں۔

صولت۔ او ناپاک میں تیرے سر کو ٹھوکر مارتا ہوں۔

حسنا۔

اے اندھیری رات تجھ پر ٹوٹے یہ دل سیاہ
استاد و اس کی بے رحمی پہ دیکھنا تم نگاہ
اے زمیں بہتا ہے تجھ پہ آج خونِ بے گناہ
اے فلک تو دیکھتا ہے حشر میں رہنا گواہ
نوجواں مرتی ہوں میں اور بادو فا مرتی ہوں میں
او خدا عادل خدا اس بے خطا مرتی ہوں میں

صولت۔ بس چکا بس سر جھکا۔ اب قبر میں مدد اب جا۔

حسنا۔ رحم ظالم رحم۔

عظمت۔ بس بس رحم اور تو ساتھ جا۔

اعظم شاہ۔ خبردار۔

عباسی۔ صولت کیا دیکھتا ہے مار!

(اس کا نواب اعظم کو مارنا حسنا کا بھاگ نکلنا حسنا کو دریا میں پھینک دینا)

دوسرا جنگل پردہ پہلا

(اسفندیار کا جنگل میں آرام کرتے نظر آنا)

اسفندیار۔ داخل ہوکر۔ ہوشیار ہوجاؤ۔ خوشی سے پھول جاؤ۔
سردار۔ اس قدر خوشی کا اظہار۔ کیا خبر لائے اسفندیار۔
اسفندیار۔ بہادر سردار جس غریب عورت کو ہم نے پانی سے نکالا۔ وہ اب اچھی طرح ہوش میں آئی ہے۔ اور اس کی باتوں سے معلوم ہوا کہ ہمارے آقا فیروز نامدار کی ماں جائی ہے۔
سردار۔ کیا ہمارے آقا کی کوئی بہن بھی ہے۔
اسفندیار۔ جی جناب آج سے بیس برس پیشتر جب بڑے حضور یعنے آقائے نامدار کے والد مرحوم پر بغاوت کا الزام لگایا گیا اور ان کے ساتھ ان کے خیر خواہوں کو بھی جلاوطن کیا گیا۔ اس وقت ان کے دو بچے تھے۔ ایک دو برس کی بچی حسن افروز اور ایک نو برس کا لڑکا فیروز۔ فیروز ہوشیار تھا۔ اسلئے حضور اسے ساتھ لائے تھے۔ اور حسنا کو بوجہ کم سنی اپنے جانی دوست نواب اعظم کے پاس پرورش کرنے کیلئے سونپ آئے تھے۔
سردار۔ کیا یہ وہی بچی ہے۔ جو اب پوری جوان عورت بن کر دریا میں بہتی ہوئی مل گئی
اسفندیار۔ جی میرے صاحب!
سردار۔ شکر ہے خدا کا۔ کہ جس نے بچھڑے ہوئے بھائی بہن کو مدت کے بعد ملایا

سب کا گانا

کردگار استوار تیرا اقتدار۔ روزگار کاروبار پر ہے اختیار۔
خاکسار خوار و زار ہم ہیں گنہگار۔ تیرے آگے سر کو جھکائیں۔ الم سے ہم قدم بقدم تھا۔
ہم بہ دمبدم تیرے کرم سے ٹل گئے تمام رنج و غم۔ خوشی خوشی ہیں آج سارے
میرے دل الم سے آگے سر کو جھکائیں۔ کردگار استوار۔

(فیروز اور حسنا کا آنا)

فیروز۔ بس بس۔
حسنا۔ بھائی یہ تو خدا کی مرضی تھی۔
فیروز۔ تو بہن حسنا وہ اس تلوار سے مارا جائے۔ یہ بھی خدا کی ہی مرضی ہے۔ کیا تجھ میں شریفوں کا غصہ جوانوں کا جنون نہیں ہے۔ کیا میرے پاس تلوار نہیں ہے

کیا میری تلوار دشمن شکار نہیں ہے کیا سر میدان میں بہادر باپ کا خون نہیں ہے۔
حسنا۔بھائی بیشک تمہاری تلوار روانی میں برق ہے۔ مگر یہ تو سمجھو۔ کہ اگر برائی کا برائی سے لیا جائے تو ہم میں اور برائی کرنے والوں میں کیا فرق ہے۔
فیروز۔حسنا آگ کو آگ ہی سے جلانا ہوگا اس نے تیرے حق میں ظلم کا بیج بویا تھا۔ تو اب اسے میرے ہاتھ سے تلوار کا پھل کھانا ہوگا۔
حسنا۔نہیں بھائی نہیں۔
فیروز۔بس چپ رہو۔ آہ جس روز اس ظالم نے تجھ کو بہنے دریا کی پرشور موجوں کے دامن کا کفن دیکر بھنور کے تابوت کے حوالے کیا ہوگا۔ اس دن یہ سمجھتا ہوگا۔ کہ میرے گھر میں عید ہے۔
فیروز۔بے شک میں اپنے گھر میں بکر عید بناتا ہوں۔ اور اس بکرعید کی خوشی میں صولت کی قربانی کرنا چاہتا ہوں۔
حسنا۔رحم رحم۔میرے بھائی رحم۔میرے سسر بھائی رحم۔
فیروز۔حسنا میری عداوت موج زن ہے۔
حسنا۔مگر میری محبت جوش زن ہے۔
فیروز۔عداوت کا چشمہ جب ابلتا ہے۔ تو دشمنوں کو بہا لے جاتا ہے۔
حسنا۔اور محبت کا دریا جب جوش میں آتا ہے۔ تو دوستوں کو خوف کے منجدھار کے خوف سے نکالکر اس داماں کے کنارے پر پہچاتا ہے۔
فیروز۔میرے دریائے عداوت کی موج اس سنگدل سے ضرور ٹکرائیگی۔ اور اس کے ٹکڑے اڑائیگی۔
حسنا۔مگر میری قسمت کی چٹان ڈھال بن جائیگی۔ اور اسے اپنی آڑ میں چھپائیگی۔
فیروز۔حسنا مجھے انتقام لینے دے۔ وہ تیرا ستانے والا ہے۔ اس کا دل موت کی طرح بے رحم اور قبر کی طرح کالا ہے۔
حسنا۔یہ سچ ہے۔ مگر بھائی یہ خیال کرو۔ کہ اس کے باپ نواب اعظم نے مجھے اٹھارہ برس تک اپنے بچوں کی طرح پالا ہے۔
فیروز۔آہ نواب اعظم۔کیسا شریف۔نیک نفس والد مرحوم کا تنہا اور سچا دوست

تھا۔ ہمارا رواں رواں اس کے احسانوں کا قرضدار ہے۔ افسوس باپ جیتا ہی نیک خصلت تھا۔ بیٹا اتنا ہی ناہنجار ہے۔

حسنا۔ بھائی باپ کی شرافت کا خیال کر کے بیٹے کی نالائق حرکتوں سے درگذر کرو

فیروز۔ درگذر کروں۔ بخش دوں نہیں نہیں بس ضرور بدلہ لونگا۔ ضرور سزا دونگا۔

حسنا۔ کیا بدلہ لیا جاویگا تلواروں سے۔

فیروز۔ آہ تلوار کو اس کے باپ کے احسانوں نے توڑ دیا۔ اب سزا دوں گا۔ لعنت کی بوچھاڑوں سے۔ ملامت اور پھٹکاروں سے۔ بس اس کے پاس جاؤنگا۔ اسے بلاؤں گا۔ اس کے ظلم اس کے آگے دہراؤں گا۔ اور اس قدر ذلیل کر کے آؤں گا۔ کہ جب تک اس دنیا میں زندہ رہیگا۔ اپنی ناجبانہ حرکت پر شرمندہ رہیگا۔

حسنا۔ صولت صولت۔ بے وفا صولت۔ تو میرا نہ ہوا۔ مگر میں قیامت تک تیری رہوں گی ؎

وفاؤں پہ جو اس طرح کرتے ہیں۔ سخت بیداد ہیں ظالم ہیں۔ برا کرتے ہیں
تو سلامت رہے آباد رہے شاد رہے ہم تو زندہ ہیں جہاں تک یہ دعا کرتے ہیں

گانا

منجدھار میں میری یار لگیا ڈ ڈوبی دکھیا کو بچا لو۔ موج اٹھے بھاری بھاری چھائی غم کی اندھیاری۔ نراسا کی آسا بندھواؤ۔ اے جانان ستم کا چل گیا آرہ۔ ہوا دل بارہ پارہ۔ لٹا گھر در زر سارا چھوٹا دلبر دل آرا۔ رہا نہ اب سہارا۔ ہائے منجدھار۔

باب دوسرا پردہ دوسرا مکان عباسی

(فیروز کا آنا۔ اور فصیحتا کو آتا ہوا دیکھ کر چھپ جانا)

فضیحتا۔ غرضی یار کس کے مطلب نکلا اور کھسکے۔ دنیا میں سگے باپ کا بھروسہ نہ کرنا چاہئے۔ سیانا وہ ہے جو ہر وقت کمل کاٹنے سے بیدار رہے۔ موقع آپڑے۔ تو سب سے پہلے وار کرنے کو تیار رہے۔ اگرچہ آج صولت میرا دم بھر رہا ہے

جو کہتا ہوں۔ وہ کرتا ہے۔ مگر کل کو بدل جائے تو کیا دیر لگتی ہے۔ اسے ہمیشہ
کے لئے قابو میں رکھنے کی تدبیر یہ ہے۔ کہ آج وصیت نامہ اڑا لے جاؤں
اپنے حصہ میں سے چوتھائی مجھے بانٹ دے۔ تو حوالے کروں۔ ورنہ صاف
دیتہ بتاؤں۔ اچھا اب کام شروع کرنا چاہیئے۔

(فصیحتا کا وصیت نامہ چرانے کی تدبیر کرنا)

بس اب میں اس کاغذ کے ذریعہ جو چاہوں نچاؤں گا۔

فیروز۔ میں ناچ نچانے سے پہلے اس لوہے کے جوتے سے تیری کھوپڑی سہلاؤنگا۔

صولت۔ جہنم کیا ہے۔

آگ کا گھر۔

صولت۔ آگ کیا کرتی ہے۔

جلاتی ہے۔

صولت۔ جلنے سے کیا ہوتا ہے۔

روح تکلیف پاتی ہے۔

صولت۔ بس تو جس روز سے میں نے گناہ کیا اسی روز سے جہنم میں گرفتار
ہوں۔ دماغ میں کوئی ڈنگ مار رہا ہے۔ سینہ میں کوئی خنجر اتار رہا ہے۔ سوتا ہوں
تو خبیث ڈراؤنی بھیبت شکلیں خواب میں آکر ستاتی ہیں۔ جاگتا ہوں۔ تو
ناخلف جوئی دعاباز غرض عجیب عجیب قسم کی آوازیں کان میں آتی ہیں۔

عباسی۔ لیلو۔ لیلو۔ میرا سب کچھ لیلو۔ مگر مجھے اندھیری غار میں نہ دھکیلو۔

صولت۔ دیکھ صولت دیکھ اسے بھی تیری طرح گناہ ستا رہا ہے۔ نہیں۔ نہیں
ناپاک خیال دماغ کے جہنم میں سزا پا رہا ہے۔

عباسی۔ نہیں۔ نہیں۔ مجھے سانپوں کی غار میں نہ اتارو مجھے آگ کے کوڑے
نہ مارو۔ میرے پاس وصیت نامہ نہیں ہے۔

صولت۔ کیا وصیت نامہ نہیں ہے

عباسی۔ ہاں ہاں میرے پاس وصیت نامہ نہیں ہے۔

صولت۔ پھر وہی نہیں ہے۔ وصیت نامہ تو ہمیشہ سوتے وقت سر کے نیچے

آج لاکھوں کا پڑا ہے مال میری جیب میں
کل نہ تھا اک سوت کا رومال میری جیب میں
آج سونے کے پڑے ہیں تھال میری جیب میں
کل نہ ملتا تھا مجھے پھوٹا دیا۔ اور آج ہے
آفتاب عزت و اقبال میری جیب میں۔

پر حیران ہوں کہ یہ بوڑھا ملعون یہ گنج قارون لایا بھی تو کہاں سے لایا۔ خواہ وہ کم بخت جہنم سے لایا۔ مگر آخر کار کام تو ہمارے آیا۔ اب کوئی روئے یا سر پیٹے ہم چین اڑائیں میاں فضیحتا۔

فضیحتا۔ ہاں گھوڑ دوڑ میں جاتا ہوگا۔ مگر یہیں گھوڑ دوڑ میں جانے والے تو کمائی کے بدلے منہ کی کھاتے ہیں۔ جاتے وقت تو منیا لی ٹانگس کی طرح اچھلتے کودتے مگر آتے وقت مریل گدھے کی طرح ڈھینچوں ڈھینچوں کرتے ہیں۔ آتے خیر جی۔

فیروز۔ اہا کم بخت بھاگ نکلا۔

فضیحتا۔ ہائیں یہ بلا کہاں سے نازل ہوئی۔ اجی حضرت۔

فیروز۔ ہاں وہ شیر تھا بڑا زبردست خونریز تھا۔ بارہ ہاتھ لمبا۔ مگر گر گیا۔ گریز۔

فضیحتا۔ لو ایک اور اندھیر۔ کم بخت کیا خواب میں دیکھ رہا ہے۔ بارہ ہاتھ کا شیر۔ اجی میاں دلیر۔

فیروز۔ کیوں؟

فضیحتا۔ یہ بتلاؤ میاں کاہے کو آئے۔

فیروز۔ ہماری خوشی۔ دل نے چاہا تو آئے۔

فضیحتا۔ ارے واہ رے تمہاری خوشی۔ تمہارا دل چاہے گا۔ تو کسی کا گلا کاٹ لوگے۔

فیروز۔ بیشک ہماری خوشی۔

فضیحتا ارے واہ اچھی تمہاری خوشی۔

فیروز۔ اچھا اچھا اب نہ گھبراؤ۔ ذرا ادھر آؤ۔ جاؤ ایک کرسی لاؤ۔

(کرسی لاتا ہے)

فضیحتا۔ ارے اب کیا کروں۔ یہ کم بخت تو گلے پڑ گیا۔ ٹرام کے گھوڑے کی طرح یہیں اڑ گیا۔ اب یہاں نرمی سے تو کام نہ چلیگا۔ ذرا سختی سے پیش آؤں۔ تو یہ یہاں سے ٹلیگا۔ سنو جی میں کیا کہتا ہوں۔

فیروز۔ ہاں کہو جی میں سب سنتا ہوں۔

فضیحتا۔ بس تمہیں حکم دیتا ہوں۔ کہ فوراً سے پیشتر اور پیشتر سے بھی پہلے میرے گھر سے نکل جاؤ۔ ورنہ میں پولیس کو بلاتا ہوں۔

فیروز۔ (طمنچہ دکھا کر) خبردار او مدکار۔ ورنہ یہ ابھی برق شرربار ہوگی سینہ کے پار

فضیحتا۔ ہائیں۔ ہائیں۔ کیا ڈاکہ زنی کا ہتھیار۔

فیروز۔ ہاں ملک الموت کا مددگار۔

فضیحتا۔ تو کیا یہ سچ مچ کا طمنچہ ہے۔

فیروز۔ جی ہاں یہ جان نکالنے کا شکنجہ ہے۔

فضیحتا۔ ارے جولہے میں جائے تیرا طمنچہ شکنجہ ؎

لیا نہ دینا مفت کا یہ دردسر کیسا لیا
دھمکی جسے دینا میں اس نے مجھے دھمکا لیا

فیروز۔ کیوں کیا سوچ رہے ہو۔

فضیحتا۔ بس یہ سوچ رہا ہوں۔ کہ آپ نے یہاں کیوں قدم رنجہ فرمایا۔

فیروز۔ شکار کو۔

فضیحتا۔ اگر آپ کو شکار کا شوق ہے تو شکارگاہ کو جائیے۔

فیروز۔ نہیں۔

فضیحتا۔ نہیں تو جنگل میں جاؤ۔

فیروز۔ نہیں۔

فضیحتا۔ نہیں تو جہنم کو جاؤ۔

فیروز۔ نہیں سرکاری تو تمہارے شکار چاہتا ہے۔

فضیحتا۔ ہائیں۔ ہائیں۔ میرا شکار۔ شکار کیونکر؟

فیروز۔ یہ دیکھو میرے ہاتھ میں کیا ہے وبال۔

فضیحتا۔ آگیا بے ماں۔ آدمی کے جی کا کال۔
فیروز۔ ہاں اس پر نظر رکھئے۔
فضیحتا۔ مگر صاحب! ذرا مہربانی فرما کر اس کو ادھر رکھئے۔ مگر یہ بھری ہے کہ خالی ہے۔
فیروز۔ دیکھو یہ پستول پانچ نالی ہے۔ مگر چار ہی گولیاں ہیں۔ اور ایک خالی ہے لیکن تم نہ گھبراؤ۔ میرے حکم کے بغیر کچھ نہ کریگی۔ جب میں ایک دو تین نہ کہونگا۔ تب تک ایک گولی بھی نہ چلیگی۔
فضیحتا۔ گولی چلے یا نہ چلے۔ مگر یار میرا دم تو تمہاری باتوں ہی سے نکل چلا ہے
فیروز۔ اجی ڈرو نہیں۔ میں تمہیں کچھ ایذا نہ دونگا۔ فقط تمہیں قتل کر کے چلا جاؤں گا۔
فضیحتا۔ یہ تو قتل کرنا ذرا سی بات بتاتا ہے۔ کیا مجھے کوئی کتا بلی سمجھا ہے۔
فیروز۔ دیکھو میں ایک دو تین کر کے پستول چلاؤں گا۔ اور تمہارے سر کو نشانہ بناؤں گا۔
فضیحتا ہیں ہیں۔ یہ آپ کیا کرتے ہیں۔
فیروز۔ کچھ نہیں۔ فقط تمہارا خون۔
فضیحتا۔ یہ تو فقط تمہارا خون
فیروز۔ ہاں بس یہی مضمون۔
فضیحتا۔ مگر یہ خطا ما۔ ۔ ۔ سے تمہیں کیا حاصل؟
فیروز۔ بس میری مرضی۔ ا۔ ۔ ۔ ن [illegible]۔
فضیحتا۔ مگر صاحب ۔ ۔ ۔ بہت برا ہے۔
فیروز۔ برا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تم نے خوب سمایا۔ اور آ میرا شوق پورا ہو سکا [illegible]
فضیحتا۔ او ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بڑی کیا معانہ ہو۔
فیروز۔ چپ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
فضیحتا۔ بس ۔ ۔ ۔ کیا ۔ ۔ ۔ بار بار کے توبہ کرتا ہے۔
فیروز۔ جب تونے گنا نہیں ۔ ۔ ۔ تو مرنے سے کیوں جی چراتا ہے۔

فضیحتا۔ مگر موت آئے تو مر جاؤں یا قضا سے پہلے قضا کر جاؤں۔

فیروز۔ فرض کرو کہ میں ہی تمہارا ملک الموت ہو جاؤں۔ ایک دو۔

فضیحتا۔ یا اللہ بچائیو۔ ارے بندہ خدا کچھ تو خدا کا خوف کرو۔

فیروز۔ چپ چپ جب تم نے قتل کا موقع پایا۔ تب تیرے دل میں بھی کچھ خدا کا خوف آیا تھا۔

فضیحتا۔ صاحب میں نے کس کو قتل کیا ہے۔ میں نے تو کبھی ایک چیونٹی کو بھی نہیں مارا۔

فیروز۔ چیونٹی کو تو نہیں مارا۔ مگر آدمی کو موت کے گھاٹ اتارا ہے۔ چلو اب اپنی زندگی کے جہاز کا لنگر اٹھاؤ۔

فضیحتا۔ ارے برکون سے بندرگاہ کو۔

فیروز۔ عدم آباد کو۔ ایک دو تین۔

(پستول مارنا)

فضیحتا۔ ارے ہائے رے مر گیا۔ دونالی بندوق ماردی۔ گولی میرے پیٹ میں اتاردی۔ میری جان گئی۔ (لیٹ جانا)

فیروز۔ کم بخت کیا مکار ہے۔ میں نے خالی فائر کیا۔ اور اس نے تو سچ مچ اپنا حال غیر کیا۔ اب اٹھ کیا ایک ہی گولی میں مر گیا۔ ابھی تو تین گولیاں اور چلاؤں گا اب ذرا اس کو سنا تا ہوں اب میرا کام پورا ہو۔ اور یہاں سے فرار ہو جاؤں کہیں ایسا نہ ہو کہ خون کے الزام میں گرفتار ہو جاؤں۔

فضیحتا۔ ایک دو تین۔ بہت برا باپ مر سکے۔ کم بخت نے ایک دو تین کر کے میری جان آدھی کر دی اب میرے جی کو قرار ہوا اب مجھے کوئی نہیں مار سکتا۔

فیروز۔ مار سکتا ہے۔

فضیحتا۔ ہائے رے کم بخت پھر آیا

فیروز۔ ارے واہ۔ یہ تو اچھا سانگ لایا۔ ایک دو۔

فضیحتا۔ ارے صاحب اسے رہنے دو۔

فیروز۔ کیا مر دود تو مر گیا تھا۔

فضیحتا۔ ہاں مر تو گیا تھا۔ مگر ذرا دم لینے کو زندہ ہو گیا ہوں۔

فیروز۔ خیر تو میں آپ کے تیرا پورا بندوبست کروں گا۔ تیرا گلا کاٹ کے قبر میں دفن کروں گا۔

فصیحتا۔ دیکھئے صاحب اب تو آپ کا شوق پورا ہوگیا۔ اب تو میری جان پر ستم نہ توڑو۔ میرا پیچھا چھوڑ دو۔

فیروز۔ خیر مجھے تیری منت وزاری پر رحم آتا ہے مگر ایک شرط سے تیری جان بخشی کا وعدہ کیا جاتا ہے۔

فصیحتا۔ فرمائیے فرمائیے جلد کہئے۔ میں آپ کی شرط فوراً منظور کروں گا۔

فیروز۔ مگر خبردار دیکھنا مجھے دھوکا دیا تو پھر ایک دو۔

فصیحتا۔ بار بار ایک دو۔ ایک دو۔ اجی بس اس کو پھینک دو۔

فیروز۔ نہیں۔ نہیں۔ میں تجھے یوہی خبردار کرتا ہوں۔

فصیحتا۔ ابھی میں تو بالکل خبردار ہوں۔ مگر اس اگیا بیتال سے ذرا ڈرتا ہوں۔

فیروز۔ نہیں نہیں۔ میں تو صرف تسلی کرتا ہوں۔

فصیحتا۔ پر میں تو بے موت مرتا ہوں

فیروز۔ اچھا تو آپ ادھر آؤ۔ مجھ سے ڈرو۔

فصیحتا۔ پہلے مہربانی کرکے اس اپنے ایک دو کو غلاف بس کرو۔

فیروز۔ اچھا یہ لو اب چلو تمہارے پاس جو وصیت نامہ ہے۔ وہ مجھے دیدو۔

فصیحتا۔ ہائیں۔ آپ نے کیا فرمایا۔

فیروز۔ وصیت نامہ تو تجھ کے لایا۔

فصیحتا۔ میری سمجھ میں نہ آیا۔

فیروز۔ تو میں سمجھاؤں۔

فصیحتا۔ [illegible]

فیروز۔ مجھ سے مطلب ہے

فصیحتا۔ اجی صاحب میرے پاس وصیت نامہ کہاں سے آیا۔

فیروز۔ جہاں سے تو لایا۔

فصیحتا۔ ہائیں یہ تو میں جانتا نہیں۔

فیروز۔ تو میں مانتا نہیں۔

فضیحتا۔ اچھا۔ ذرا سوچ لوں۔ بھائی سچ کہنا۔ میں نے کسی کا وصیت نامہ چرایا تھا۔ یا کوئی کاغذ میرے ہاتھ آیا تھا۔ نہیں بھلا میں اور چوری کروں۔ توبہ۔ توبہ۔ مگر اس بات سے میرا فریب نہیں چلیگا۔ بہتر ہے کہ میں یہاں سے رفوچکر ہو جاؤں۔ کسی طرح جان بچاؤں۔ ہاں۔ ہاں۔ مجھے تبلاتے ہو گیا آیا۔ آیا۔

فیروز۔ خبردار۔

فضیحتا۔ خدا جانے اس جان لیوا چیز کا بنانے والا کون مردود ہو گا۔ وہ پستول بنانا۔ اور نہ مجھے کوئی ایک دو تین کرکے ڈرانا۔

فیروز۔ ارے اب یہ کوتھا کا سنا ہنے دے۔ جلدی کر نہیں تو ایک دو۔

فضیحتا۔ کیا صاحب گھڑی گھڑی ایک دو کرکے ڈراتے ہو۔ لو مارنا ہے تو مار ڈالو۔

فیروز۔ جب تو خوشی سے مرنے کو تیار ہے۔ تو مجھے کب انکار ہے۔ چلو ایک نہ دو

فضیحتا۔ ارے بولو۔ ارے کیوں یارو یہاں کوئی آٹھ آنے کا وکیل یا بیرسٹر ہے جو کچھ تدبیر بتائے۔ اس موذی کے پنجے سے چھڑائیے۔

فیروز۔ ارے کیوں نکالا۔

فضیحتا۔ ارے نکالتا ہوں۔

فیروز۔ ارے کیوں بدحواس ہو گیا۔

فضیحتا۔ ارے ہائے ہائے میرا تو ستیاناس ہو گیا۔ وہ نوشتہ تو کہیں کھو گیا

فیروز۔ کہاں کھو گیا۔

فضیحتا۔ ارے صاحب میں بازار میں روٹی کھانے گیا تھا۔ تو وہاں کسی نے جیب کتر کے نکال لیا۔

فیروز۔ کیوں پھر وہی چال چلتا ہے۔ دیکھو تو یہ بڑی مٹھی میں کیا ہے۔

فضیحتا۔ جی کچھ نہیں کیا ہے۔

فیروز۔ او دغاباز۔ خبردار۔ منہ کھول۔ نہیں تو چھوڑتا ہوں۔ پستول اچھا جا۔ میں نے تجھے چھوڑ دیا۔

فضیحتا۔ جی نکال لیا۔ اور مردہ چھوڑ دیا۔ اچھا اتنا تو بتا دو۔ کہ آپ کون ہیں

اور یہ وصیت نامہ آپ کے کس کام آئیگا۔

فیروز۔ کچھ نہیں۔ یہ میرے کس کام نہ آئیگا جس طرح ایک سے دوسرے کے پاس آیا ہے۔ اسی طرح سے دوسرے سے تیسرے کے پاس جائیگا۔

فصیحتا۔ یعنی۔

فیروز۔ یعنی رضیہ کے پاس۔

فصیحتا۔ ہائیں۔

فیروز۔ کیوں ہوا بدحواس۔

فصیحتا۔ میرا تو ہوگیا ستیاناس۔

فیروز۔ ابھی کہاں س۔

کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پر مبنی ہے
اس ہاتھ کرو اس ہاتھ ملے یہ سودا دست بدستی ہے

فصیحتا۔ اجی صاحب بہ خواہ نخواہ کی زبردستی ہے۔

فیروز۔ خبردار۔ ہوشیار رہنا۔ ایک۔ دو۔ تین۔

فصیحتا۔ افسوس گنتے رہ گئے۔ ہم ایک دو تین۔

وہ دیکھے اڑ گیا ہیں دم ایک دو تین۔
گنج شایاں ہاتھ سے آکر نکل گیا۔
بلے رہے نہ دام و درم ایک دو تین۔
میں تو نہ چھوڑتا اسے پڑھا کے کیا کروں۔
دیتے تھے مجھ کو رنج و الم ایک دو تین۔
ایک آب دو سکر وہ طمنچہ شرر فشاں
اور طبر سی عدد ہے ایک دو تین۔
خداوند امری شامانی کس غلام کی بولی بھی۔ جو لو رے ایک دو تین یہ ختم ہوا
صبح دم مرغ سحر بول اٹھا ککڑوں کوں۔
دل کیا دل ہی گیا رہ گئے ہم ششدر دل یہ

باب دوسرا — پردہ چوتھا — محل رضیہ

گانا

ناہیں مانوری سکھی ری۔ کیوں سمجھاوے کا ہے راز مجاوے تو ہے لاج۔
نہ آوے۔ تیرے قربان بنتی بان سیتواری بسن پیاری۔ بلہاری۔
ہم واری۔ ناروا دکی ہے جب فوج ساتھ تو پھر فوج کھانے کی ہے۔
کون بات میں نہ مانوں گی۔ گھور دے تھر تھر جیا رانڈر ہے ڈرہے ناہیں۔
مانور ہے۔

سہیلی۔ اے حضور آپ کی سب ہی دنیا سے نرالی ہے۔ کسی سے اُدو تیں
باتیں کرنا کیا کچھ گناہ ہے۔

رضیہ۔ نہ ہو۔ مگر تو جانتی ہے۔ کہ مجھ کو مردوں سے سخت نفرت ہے۔

سہیلی۔ یہ تو سچ ہے لیکن ایک شریف آدمی کو دروازے سے ٹال دینا بھی خلاف ادب ہے

رضیہ۔ مگر تو نے یہ کیسے جانا۔ کہ وہ شریف ہے۔

سہیلی۔ رنگ سے ڈھنگ سے چال سے ڈھال سے آن سے بان سے۔ چہرے
کی شان سے۔ طرز بیان سے شریفوں میں جو جانے اس شان سے۔

رضیہ۔ تو پھر بلا لو۔

سہیلی۔ شرافت تو یہی ہوگی۔

رضیہ۔ اور جو نہ بلاؤں۔

سہیلی۔ انسانیت ناراض ہوگی۔

رضیہ۔ لیکن انسانیت کو راضی رکھوں تو میری ضد خفا ہوتی ہے۔

سہیلی۔ مگر ضد کی ضد رکھئے گا۔ تو وہ وقت بگڑ کر خفا ہوتی ہے۔

رضیہ۔ بھئی جی تو یہ ہی چاہتا ہے کہ بلا لو۔ ٹال دو کہ ہوں۔ بھلا تو ہی سب کر سکتی۔
جناب تھوڑی دیر کے بعد آنا۔

سہیلی۔ بس حضور آپ کو مانا۔ اے حضور وہ کوئی فتنہ ہے۔ جو کہہ دوں۔ کہ
سائیں ذرا ٹھہر کے آنا۔ (جا کر بلا لانا)

فیروز۔ عصمت حیا و حسن کو تعظیم فرض ہے۔ خاتون ذی وقار کو تسلیم عرض ہے

سہیلی۔ سنا حضور۔

فیروز۔ اللہ رے غرور۔ بندہ پرور مزاج اچھا ہے۔

رضیہ۔ ان سے پوچھو۔ کہ مدعا کیا ہے۔

سہیلی۔ جناب ہماری حضور ارشاد کرتی ہے۔

فیروز۔ کیا ارشاد کرتی ہے۔

سہیلی۔ کہتی ہیں۔ کہ خاموشی سے دل سرد ہے تقدیر سے لڑتے ہیں کیا نام ہے کیا کام ہے۔ کیوں آئیں۔ فرمائیں۔

فیروز۔ ان سے کہو۔ کہ خود پوچھیں۔ چھپائیں۔ مہ نور شبستاں کیوں ہیں۔ کیا شمع زبان بجھ گئی۔ فانوس دہن ہیں۔

سہیلی۔ اظہار سے مطلب ہے۔ کہ تکرار سے مطلب۔

فیروز۔ حضرت سے نہیں۔ ہم کو ہے سرکار سے مطلب۔

سہیلی۔ عجیب کنیڈے کا مردوا ہے۔

" اجی حضرت اس میں حجت ہی کیا ہے۔ آپ اظہار حال کریں۔

فیروز۔ اپنی بیگم سے کہو۔ کہ خود سوال کریں۔

سہیلی۔ اور میں جو سوال کرتی ہوں۔

فیروز۔ تمہارے سوال کا جواب میرا نوکر آکر دیگا۔ کیا میں کوئی غلام ہوں جو لونڈیوں باندیوں سے ہمکلام ہوں۔

سہیلی۔ سچ مچ یہ تو کوئی نعمان کا ٹرا معلوم ہوتا ہے۔

فیروز۔ لیجئے ملاقات تمام۔ ایسے برتاؤ کو سات سلام۔

سہیلی۔ اجی ٹھیرو۔ ٹھیرو۔

فیروز۔ نہیں۔ بس۔ بس جاتے ہیں۔

سہیلی۔ اے حضور آپ ہی پوچھ لیجئے نا اتنا کھینچنا بھی کیا ضرور ہے۔ مہمان نوازی تو دنیا کا دستور ہے۔

رضیہ۔ خیر میں خود جاتی ہوں۔ اور اس گھر آئی ہوئی بلا سے پیچھا چھڑاتی ہوں۔

لیجئے جناب میں خود حاضر ہوں۔

فیروز۔ اللہ اللہ کیا عالم ہے۔ اس حسن پر جتنا غرور ہو کم ہے۔

رضیہ۔ جناب کیا کہنا ہے فرمائیے۔

فیروز۔ بے ادبی معاف۔ آنکھیں تو اوپر کو اٹھائیے۔

سہیلی۔ آپ کیسے نامہربان۔ باتیں آنکھیں سنتی ہیں یا کان۔

فیروز۔ بیگم جب آنکھ سے آنکھ ملا کے بات سنی جاتی ہے۔ وہ بہت جلد سمجھ میں آتی ہے۔

سہیلی۔ دیکھا بہن۔ مردوے اسی چال سے عورتوں کو پھنساتے ہیں۔

رضیہ۔ فرمائیں آپ آئے ہیں کس کام کے لئے۔ یہ وقت ہے خاص میرے آرام کے لئے۔

فیروز۔ غفلت نے سب تلف کیا قسمت نے جو دیا۔
آرام کیا آپ نے آرام کھو دیا۔
آیا چرا لے گیا وصیت نکال کر
لایا ہوں اس سے چھین کر گنگے سے ڈال کر

رضیہ۔ یہ تو وہی لکھا ہوا وصیت نامہ غارب دھوکا مکاری دغا۔ دوڑو۔ چور چور

سہیلی۔ ہائیں ہائیں بیگم کیا شور کیسا چور۔ کیوں چلاتی ہو۔ محلہ بھر کو بلاتی ہو۔

رضیہ۔ اری سہیلی۔ آج پتہ پایا۔ کہ اسی نے وصیت نامہ چرایا۔ چور نکل جائے گا۔ پولیس کو بلاؤ۔

سہیلی۔ ہوش میں آئیے۔ کیا چور ایسے ہوتے ہیں۔

رضیہ۔ اور کیسے ہوتے ہیں۔

سہیلی۔ اے جناب۔ یہ رعب یہ داب یہ آب و تاب یہ صورت یہ سیرت۔ یہ وضع یہ قطع۔ یہ شان یہ بانکپن۔ یہ تہذیب یہ ترکیب یہ اخلاق۔ یہ اشراف اور چور کا اشتباہ خدا کی پناہ۔

رضیہ۔ یہ سچ ہے مگر۔

سہیلی۔ کیا اگر مگر آپ نے بھی غضب ڈھایا۔ اگر کسی شریف آدمی نے چرایا

تو واپس دینے کیوں آیا۔

فیروز۔ بی امید ہو تو ایسی ہو۔ مروت ہو تو ایسی ہو۔ کسی کے گھر میں مہمانوں کی دعوت ہو تو ایسی ہو۔

رضیہ۔ ہے ہے۔ میں نے گھبراہٹ میں یہ کیا کیا۔ ارے تم دونوں منہ کیا دیکھتی ہو۔ اس حماقت کا علاج بتاؤ۔

سہیلی۔ پولیس کو بلاؤ۔

رضیہ۔ دل لگی میں نہ اڑاؤ۔

سہیلی۔ مشکیں بندھواؤ۔

رضیہ۔ آخر صورت تلافی۔

سہیلی۔ ہاتھ جوڑے اور مانگئے معافی۔

رضیہ۔ اے واہ میں معافی مانگوں۔ اور ہاتھ جوڑوں۔

سہیلی۔ ہاتھ نہیں جوڑتی تو پاؤں پڑیئے۔

رضیہ۔ تو تو جوتیاں کھائیگی۔ اچھی تو کس دن کام آئیگی۔ جا اور میری طرف سے معافی چاہ۔

سہیلی۔ اے میں کیوں جاؤں۔

رضیہ۔ تو کیا میں جاکر گڑگڑاؤں۔

سہیلی۔ بیشک آپ کا تو قصور ہے۔

رضیہ۔ [illegible] قصور ہے [illegible]

سہیلی۔ [illegible] کوئی الٹی [illegible] لگی اب [illegible] خطا کی کیسے [illegible]

سہیلی۔ حضور معافی۔

فیروز۔ کیا کوئی اور سر لگائی۔

سہیلی۔ قصور ہوا دل صاف کیجئے۔

فیروز۔ بس جائیے۔ اب معاف کیجئے۔

سہیلی۔ حضور جو تو معافی کا نام سنکر بس میں آگئے۔ بس درگزری۔ اب

آپ ہی جائیے - اور سمجھائیے -

رضیہ - مردار تمہیں شرم نہیں آتی ہے - ایک اجنبی آدمی سے مڈبھیڑ کراتی ہے -

سہیلی - جائیے تو سہی دیکھئے پاس سے کیا قبول صورت پائی ہے - گویا گلفام کا چھوٹا بھائی ہے -

سہیلی - مگر ہماری بیگم بھی سبز پری سے کم نہیں ہے -

رضیہ - نگوڑیو تم دونوں میں ذرا شرم نہیں - اے قربان واقعی حسن ہے - یا خدا کی شان - جناب عالی -

فیروز - حضور والا -

رضیہ - کیا آپ خیال فرما رہے ہیں -

فیروز - اپنی غلطی پر شرما رہے ہیں -

رضیہ - مجھے اپنی حماقت پر رونا آتا ہے ،

فیروز - اور مجھے آپ کے رونے پر ہنسی آتی ہے -

رضیہ - آپ مجھے چھیڑتے ہیں -

فیروز - اور آپ مجھے بناتی ہیں -

رضیہ - میں اپنے برتاؤ سے سخت شرمسار ہوں قصور ہوا معافی کی خواستگار ہوں

فیروز - بانو - اگر ایسے خوبصورت لفظوں میں معافی مانگی جائے - تو کس کو دینے سے انکار ہوگا -

رضیہ - آپ یوں فرمائیں گے تو خطادار دل اور بھی شکرگزار ہوگا -

فیروز - اس شکرگزاری کا شکریہ - مگر وصیت نامہ سے خبردار رہئے - عرض یہ ہے کہ صولت اور فصیحا سے بھی ہوشیار رہئے -

رضیہ - یہ وصیت نامہ کس سے آپ کو ہاتھ آیا -

فیروز - معاف کیجئے میں ابھی یہ نہیں بتا سکتا - کہ یہ کس سے ملا یا کس سے پایا وقت آئیگا - تو آپ کو سب کچھ معلوم ہو جائیگا - لیجئے تسلیم -

رضیہ - اتنی جلدی آپ کے جانے سے تو خدا کی قسم محفل سونی ہو جائیگی

سہیلی - محفل تو نہیں - البتہ عشق کے تھرمامیٹر کی گرمی دونی ہو جائیگی -

سے چلتی ہوئی دیوان خانہ میں آئیں - پھر گھبرائیں - اور وہاں سے لوٹ کر صحن میں آئیں - کچھ دیر ٹھیریں - پھر بڑھیں - پھر رکیں - پھر بڑبڑاتی ہوئے غسل خانہ میں پہنچیں -

حسنا - وہاں کیا کیا -

کنیز - اسقدر رگڑ رگڑ کے ہاتھوں کو دھویا - کہ اگر اتنے پانی سے آپ کسی حبشی کو نہلاتے - تو اس کے قدرتی رنگ و روغن دھل کر بدل جاتے -

حسنا - یہ سب کچھ نیند میں کرتی رہیں -

کنیز - مردوں کی نیند میں -

حسنا - خدائی انتقام -

کنیز - دیکھئے دیکھئے وہ ادھر ہی آ رہی ہے -

حسنا - قسم ہے اس سدا قدرتی کی وہ اسوقت گہری نیند میں ہے -

کنیز - سنو کچھ بولتی ہے -

عباسی - بجھا دو میرے پیارے بجھا دو - میں تم سے کہتی ہوں چراغ بجھا دو -

کنیز - سنتی ہو - حسنا سنتی جاؤ

عباسی - چور اندھیرے میں آتا ہے - سفید روشنی میں پہچان لیا جاتا ہے بجھا دو - وقت آ رہا ہے بہا جاتا ہے - چراغ بجھا دو - ارے ابھی تک یہ باقی ہے

کنیز - دیکھو - دیکھو - وہ اپنے ہاتھوں کو کس طرح رگڑ رہی ہے -

حسنا - کمبخت اس کو وہم ہوگیا ہے - کہ مظلوم کے بے گناہ خون سے ابھی تک اس کا ہاتھ بھرا ہوا ہے -

عباسی - اے لعنتی داغ دور ہو - میں کہتی ہوں نا گھنٹی بجتی ہے ایک دو وار بھی وقت ہے - کام کا یہی وقت ہے - شرم شرم میرے پیارے شرم مرد کے سینے میں عورت کا دل کون دیکھتا تھا - کس کو معلوم تھا کیسے حال تھا - کہ بوڑھے کے جسم میں اتنا خون ہوگا -

حسنا - حسا ہے خیال سا لگتے اس سے زیادہ جہنم بھی گناہ گار کو نگل سکتی ہے -

عباسی کیا یہ ہاتھ کبھی صاف نہ ہونگے۔ کیا دنیا کے تمام سمندر بھی مل کر میرے ہاتھ سے یہ خون نہیں دھو سکتے۔ میرے صاحب تم چونک کر سب لگا دو دونگے۔ کانپو نہیں۔ ڈرو نہیں۔ داغ لہو کا داغ سرخ داغ۔

حسنا۔ عورت کمبخت عورت۔ انسان اس سے زیادہ اپنے دشمن کو اور کیا سزا دے سکتا ہے۔

عباسی۔ صولت کے گھر میں ایک عورت تھی وہ اب کہاں ہے اسے ابھی تک خون کی بو آ رہی ہے۔ کیا دنیا کے سارے قسم کے عطر اس ہاتھ کو خوشبو دور نہیں کر سکتے۔ کون ہے چھری پھینک دو۔ ہاتھ دھو ڈالو۔ چپ چپ چپ

کنیز۔ اب آپ کی بیماری کی نسبت کیا رائے ہے۔

حسنا۔ اگر میری عقل ہنوز درست ہے۔ تو میں کہہ سکتی ہوں۔ کہ عباسی اب اچھی نہیں ہو سکتی۔

کنیز۔ آپ کا یہ مطلب ہے۔ کہ اس کا مرض لاعلاج ہے۔

حسنا۔ ہاں وہ حکیم کے عوض عابد اور دوا کے بدلے دعا کی محتاج ہے۔

کنیز۔ یہ آپ نے کیونکر سمجھا۔

حسنا۔ کیا وہ دماغ میں چند چھبنے والے نشتر نہیں رکھتی ہے۔ کیا وہ ہوش میں ہو چکی ہے وہ بیہوشی میں نہیں کہتی ہے۔

سہیلی۔ غضب۔ مصیبت۔ سخت مصیبت۔ غلطی سے موت جوان موت

حسنا۔ کیا ہے۔ کیا ہے۔

سہیلی۔ بیگم کا حال بالکل غیر ہے۔

کنیز۔ یا اللہ الہیٰ کیا ہوا۔

سہیلی۔ جنوں نے آخر جی لیا۔ ایک شیشی میں زہر بھرا ہوا تھا۔ بیگم نے دوا کے دھوکے میں پی لیا۔

حسنا۔ کیا زہر آ گیا آیا ہے۔ اپنے ہاتھ سے اپنی سزا یہ ہے خدا کا قہر

کنیز۔ میرے خدا وہ دیکھئے اسے لا رہی ہے۔

عباسی۔ پانی۔ پانی۔ آہ پانی۔ میرے بدن سے چنگاریاں نکل رہی ہیں میرے

سینے میں آگ کی بھٹی روشن ہے - جس میں میری روح اور تمام قوتیں
ایندھن کی طرح جل رہی ہیں

کنیز - حضور کیا حال ہے

عباسی - بدنصیب ہوں - نامراد ہوں - تنہا چھوڑ دی گئی ہوں - کیا کوئی تم میں
ایسا نہیں - جو ہمالیہ کی سب سے بڑی چوٹی پر سے جمی ہوئی برف کا ٹکڑا
میرے دیکھتے ہوئے حلق میں رکھنے کے لئے لائے - کیا کوئی تم میں ایسا نہیں
جو اس ملک کے دریاؤں کو اپنا قائم راستہ بدلکر میرے جلتے ہوئے سینے
میں گزرنے کے لئے بجھائے۔

سہیلی - افسوس -

عباسی - افسوس کیوں کرتے ہو میں تم سے سلطنت نہیں مانگتی - پانی کا ایک
گلاس - ٹھنڈا پانی -

سہیلی - یہ لیجئے - (گلاس دینا)

عباسی - یہ پانی ہے زہر ہے - آگ ہے - تیزاب ہے آہ - پیاس - پیاس
آہ ارے میں مرتی ہوں - میں بیقرار ہوں - خدا کی قسم اگر کوئی ایک گلاس
ٹھنڈا پانی لا دے - تو اپنا حسن عیش نعمت دولت سب کچھ دینے کو
تیار ہوں -

حسنا - دیکھ آنکھ کھولکر دیکھ دنیا اور دنیا کے عیش و آرام کی قیمت موت کے وقت
سمجھ میں آجاتی ہے جن چیزوں کے لئے اس نے ایسے ایسے گناہ کیے
انہیں آج ایک گلاس پانی پر بیچنے والی ہے -

عباسی - آؤ دیکھو - دیکھو شیطان مجھے آنکھیں دکھاتے ہیں - فرشتے آگ
کے کوڑوں سے ڈراتے ہیں - بادشاہ واپس جاؤ چلے جاؤ -

حسنا - زہر اس کے خون پر اور گناہ اس کے دماغ پر حملہ کر رہے ہیں

عباسی موت - موت - مجھے کیوں پکڑ لی ہے - میں ابھی جوان ہوں - میرے
پاس دولت ہے - میں ابھی مرنا نہیں چاہتی - جا - جا - اسے ٹال دو

حسنا - موت اور زندگی کی جنگ ختم ہوا چاہتی ہے - اب تماشا ختم ہوا چاہتی ہے -

عباسی پانی۔ پانی۔ زہر موت کے ہاتھ کا آتش خنجر سے ظالم میری رگوں کی
رسیوں کو جن سے زندگی کا چار سدھا ہوا ہے۔ کاٹے ڈالتا ہے سہ
میرے قلب و جگر پہ رکھ دیا شعلہ جہنم کا
عوض لیتا ہے مجھ سے زہر بن کر خون اعظم کا۔

پٹھان (اعظم شاہ کی روح دکھائی دیتی ہے) وہی۔ وہی کیا قیامت سے
پہلے زمین کو مردے اگلنے کی اجازت مل گئی جا جا اپنی قبر میں جا۔ اپنی
قبر میں جا۔ کیوں آیا ہے تجھے کس نے بلایا ہے

کنیز۔ حضور کس سے باتیں کر رہی ہے۔

عباسی وہ دیکھو۔ اسے دیکھو بسفید کفن زرد چہرہ۔ ڈراؤنی آنکھیں دور ہو۔
دور ہو۔ اے زندگی کے خیالی سائے دور ہو۔ کون کہتا ہے۔ کہ مجھ سے
ایسا کار زبون ہوا ہے۔ ترے پاس کیا ثبوت ہے۔ کہ اس خنجر سے
ترا خون ہوا ہے

حسنا۔ چھینو۔ چھینو۔ اس نے خنجر کہاں سے پایا۔

کنیز۔ یہ وہی خنجر ہے۔ جو ہمارے سامنے میز سے اٹھایا۔

سہیلی۔ حضور یہ مجھے دیجئے۔

عباسی جھوٹی ہے اے روح تو جھوٹی ہے۔ کوئی ثبوت نہیں۔ کوئی داغ
نہیں میں نے مارا۔ اعظم کو مارا۔ کیا کیا کہنی ہے۔ اس، اس طرح مارا۔
(خنجر مار کر مر جانا)

باب دوسرا پردہ چھٹا محل رضیہ

سہیلی۔ بہن بیگم تو بالکل بد ا گئی۔

سہیلی ہاں دیکھو تو ان کے گال دیکھ کر جھلس گئیں۔

سہیلی نہیں تو خوب بنا دیں گی۔

سہیلی۔ اور میں کیا نہ چھپاؤں گی۔

سہیلی۔ بس ہم تو مردوں کے چہرے کو مان گئے۔

سہیلی۔ اے بہن خدا بچائے یہ داڑھی مونچھ والے غریب عورتوں کو پھنسانے کے سینکڑوں ہتھکنڈے جانتے ہیں

سہیلی۔ لیجئے وہ آرہی ہیں۔

سہیلی اے ہے بیگم چہرہ کیوں زرد ہے۔

سہیلی۔ کیا سر میں درد ہے۔

رضیہ۔ آہ۔

سہیلی۔ کچھ تو بتائیے۔

رضیہ۔ جاؤ۔

سہیلی۔ کچھ تو فرمائیے۔

رضیہ۔ مغز نہ کھاؤ۔

سہیلی۔ ذرا نبض تو دکھائیے

رضیہ۔ مت ستاؤ۔

سہیلی۔ حضور میں عورتوں کی دائی ہوں۔

سہیلی۔ اور میں تو ولایت سے ڈاکٹری پاس کرکے آئی ہوں۔

رضیہ۔ ارے تم دونوں کیا مجھے بناتی ہو

سہیلی۔ اور آپ کیا ہم دونوں کو اڑاتی ہو۔

سہیلی۔ کہئے۔ الفت کا نام سن کے بگڑ کا کدھر گیا۔

سہیلی۔ ناراض ہونا روٹھنا۔ لڑنا کدھر گیا۔

چاہت سے تھی جو دل کو عداوت وہ کیا ہوئی۔

مردوں سے تھی جو آپ کو نفرت وہ کیا ہوئی

رضیہ۔ مت پوچھو وہ غرور وہ غصہ کدھر گیا۔

وہ ایک نشہ تھا جو میرے سر سے اتر گیا۔

گانا رضیہ۔ (اور سب کا ملا کر گانا) جاؤ سکھی پیا کو لے آؤ۔ شام کو موسے انگن لاؤ۔

آج تورے من میں قلق ہیں نیارے۔ روز پیا کرتے ہیں مجھ سے لارے

غیروں سے ملنا ملانا ستاتا تا۔

جاؤ سکھی۔

فضیحتا۔(داخل ہوکر) واللہ مجھ سا سیانہ نہ دیوانہ۔ واللہ وہ تدبیر سوجھی۔ ہے کہ واہ جی واہ رضیہ کو دھوکا دے کر جنگل میں لے جاتا ہوں۔ اور وہاں زبردستی اس کا صولت سے نکاح پڑھواتا ہوں۔ جب رضیہ صولت کے نکاح میں آگئی تو پھر صولت کے پو بارہ ہیں۔ اور اس کا جو کچھ مال ہے۔ وہ ہمارا ہے۔ پھر کیا پانچوں گھی میں ہیں۔ سر کڑھائی میں دھر چوٹے میں۔ اور میاں فضیحتا عیش و عشرت کے جھولے میں۔ (ارے کوئی آرہا ہے) بیٹے فضیحتا اب پوری کرامات دکھاؤ فقیر کا بھیس لیا۔ تو سچ مچ کے فقیر بن جاؤ۔

دم مدار۔ غم مدار بھائی کی خیر۔ بائی کی خیر۔ نوکر دائی کی خیر بلا جٹ۔ صفا چٹ۔ الم چٹ غلم چٹ۔ تم چٹ۔ ہم چٹ۔

سہیلی۔ ارے او موئے بندر کیوں آیا ہے

فضیحتا (تو) وہ مست مچھندر۔ شاہ قلندر۔ بال بجھ مدر۔ باہر اندر بائے بندر بورے من پھر کھائے چقندر۔ جانے انتر منتر جنتر۔ سات سمندر پار کرے۔ اور در در بھو کنگالوں کو بدحالوں قوالوں کو سر والوں مست کرے متوالوں کو۔ لے زر کے مال والوں کو۔ رشک دارا فخر سکندر دیتا دم مچھندر

سہیلی۔ ارے موئے ڈفالی کے ڈھول۔ کچھ مطلب تو منہ سے بول تکیہ سمجھتا تھا کہ مندر جو گھس آیا۔ اس گھر کے اندر۔

فضیحتا۔ بابا ایک پیسہ لونگا۔ اور سو گالی دونگا۔ گالی بھی گالی۔ جو دنیا بھر سے نرالی۔ آدھی گوری آدھی گالی۔

سہیلی۔ تو بہن ڈالی۔ موئے نفرے کو دو پیسے دو۔ کھاؤ گالی۔

فضیحتا۔ ارے او لٹوئی ہوئی تم ہم نہیں جانتی کہ کون ہیں ہم۔ ہمارے حکم سے ہوائیں جہاں چلیں … سوئی کے ناکے سے اونٹ نکالتے ہیں ہماری بد دعا سے آدمی پیس کر سیدھا ہوتا ہے ہماری کرامات ہے مانگے دو…

کے گھر لڑکا پیدا ہوتا ہے۔ ہماری اف سے پتھر پگھلتا ہے ہمارے سینہ سے چراغ جلتا ہے۔
سہیلی۔ مؤا کیا چلاتا ہے۔ جھوٹ کی ریل۔ ارے موئے تیرا پسینہ ہے یا مٹی کا تیل
فضیحتا۔ ارے چپ چپ۔ کل کی لڑکی تو فقیروں کا رتبہ کیا جانے۔
سہیلی۔ جانتی کیوں نہیں آج کل کی لڑکیاں پیدا ہوتے ہی سب کچھ جان لیتی ہیں۔
فضیحتا۔ سچ ہے بابا۔ بلکہ جاننے کے بعد پیدا ہوتی ہیں۔
رضیہ۔ یہ کیا شور مچایا ہے۔
سہیلی۔ اے حضور اس بے ڈھنگے زمانے بھر کے لفنگے سے پوچھئے۔ کہ تکیہ سمجھتا تھا۔ یا مندر جو چلا آیا گھر کے اندر۔
فضیحتا۔ بھول ہے بھول ہے۔ خاک کی پتلی تری آنکھوں میں غفلت کی دھول ہے مٹی چن چن محل بنایا لوگ کہیں گھر میرا بابا نہ گھر میرا نہ گھر تیرا چڑیاں رین بسیرا۔ اللہ کے پیارے تری نگری میں بولتا ہے کون۔
رضیہ۔ ذرا شک بس۔ پورا خدا رسیدہ ہے۔ حضرت سلامت آپ کا نام
فضیحتا۔ یا معبود۔ لاجود۔ بیٹا نام تو اللہ کا ہے مگر اس مشت خاک کا نام چھنت سنگھ غائب غلہ ہے۔
سہیلی۔ چھنت سنگھ غائب غلہ۔ آدھا تیتر۔ آدھا بٹیر۔
فضیحتا۔ یہ بھی تیری سمجھ کا ہے پھیر
رضیہ۔ مگر آپ کی ذات ہندو یا مسلمان۔
فضیحتا۔ آدھا ہندو آدھا مسلمان۔ دن کو یہودی۔ رات کو کرستان آدھا ہندو آدھا مسلمان۔
رضیہ۔ اور میاں مذہب۔
فضیحتا۔ بیٹا مذہب رہ کا رہا۔
رضیہ۔ ذرا اس رکا ما مذہب کے عقیدے کو تو بیان کیجئے۔
فضیحتا۔ اس کا پہلا عقیدہ لا پیٹ دوسرا بھر پیٹ۔ تیسرا جلد سمیٹ۔

چوتھا نظر بھینٹ - پانچواں سن بسلٹھ - چھٹا آرام سے لیٹ -
رضیہ - یہ تو کچھ سمجھ میں نہیں آیا
فضیحتا - ارے بی یہ بڑی دور کی باتیں ہیں - تیرے خیال میں نہیں آنے کی -
رضیہ - یا سائیں دانا مجھ پر کرم فرمائیے - ایسی تدبیر فرمائیے - کہ میرا پیارا میرے
قابو میں آجائے -
فضیحتا - اے لڑکی ہم جانتے ہیں - تجھے جس بات کا غم ہے - مگر یقین رکھ کہ اس غم
کی میعاد بہت کم ہے - اس لئے جا اپنے اوڑھنے کی شال میں پانچسو روپیہ اور
تھوڑی ماش کی دال ڈال کر فقیروں کے سوال کے مطابق صدقہ نکال - پھر
دیکھ کر کیا ہوتا ہے -
سہیلی - صاحب مجھ پر مہربانی فرمائیے - ذرا میرے شوہر کا حال بتائیے -
فضیحتا - افسوس بیٹا تیرے شوہر نے ملک عدم کا ٹکٹ لے لیا -
سہیلی - ہیں کیسے -
فضیحتا - وہ تقدیر کا ہیٹا - الو کا بیٹا - کھا کر موٹر کا جھٹکا - خاک کے بستر پر جا لیٹا -
آرام سے جا موت کی گود میں لیٹا -
سہیلی - ہائے ہائے مر گئی - میں برباد ہو گئی -
رضیہ - یا حضرت لیجئے - یہ شال اور تمام مال و منال -
فضیحتا - جا بیٹا اللہ تیرا بھلا کریگا - آج رات کو نو بجے اپنے باغ کے پچھواڑے
شاہ بول کے مزار پر آنا اور میں جو تعویذ دوں لے جانا - . . . . .
رضیہ - مگر وہاں میں اکیلی کس طرح آؤنگی -
فضیحتا - اچھا تو بیٹا - دو سہیلیوں کو ساتھ لانا - جا بیٹا تیرا بھلا کرے گا اللہ
تیرا ستیاناس کریگا - واہ واہ اس میں تو سارے ہی ستارے بھرے
ہیں - مکان بناؤں - تو آسمان سے اونچا ہے عیش پر آؤں تو پریو کا ڑی چھینے
فضیحتا ہے مدل کر جیس جب دھونی رمائی ہے -
تو مدت بعد جنگی فاختہ پھندے میں آئی سب ہے -

باب دوسرا پردہ ساتواں جنگل

گانا ڈاکوؤں کا

آؤ دلبر پیارا جی میں تورے بلہاریاں - مدوا پیو جی مورے پیارے سیّاں تورے بلہاریاں

آؤ پیارے نن میں پلک ڈھانپ توہے کون

ناہیں دیکھوں اور کو نہ توہے دیکھن کوں

پہلا - آؤ یارو سب یہاں بیٹھ جاؤ - اور کسی کنچنی کو بلاؤ - اس کا گانا سنیں -

(رنڈی کا بمعہ سازو سامان داخل ہو کر آداب بجا لانا)

دوسرا - ہاں رنگین جان کچھ سناؤ -

گانا رنڈی

پالے پڑے ہیں گردش لیل و نہار کے

سر گشتہ ہو رہے ہیں تمنا میں یار کے -

اب تو خزاں کی شکل پژمردہ ہوا ہے دل -

اس گل کے ساتھ آئیں ملے دن بہار کے -

وعدہ کیا تھا کہ ہمسبق درج کر دیا -

صدمے اٹھائے خوب ترے انتظار کے

کھائے ہیں ایسے زخم کہ چھلنی ہوا ہے دل

دل پر ہوئے ہیں وار مژگان یار کے

آنکھوں سے آنکھیں ایسی ملیں قہر ہو گیا -

خنجر سا چل گئے مرے سینے پہ مار کے

بازئے عشق کھیل نہیں دوستو کہ ہم

حیران ہو کے بیٹھ گئے دل کو ہار کے

رکھتا تھا جس زلف ستمگر سے دل میرا -

تنہا پھنسا ہے دام میں [illegible]

سینے میں ڈھونڈتا ہوں تو ملتا نہیں ہے دل

جیب کے سے بیٹے ہیں ہنیا بغل میں مار کے
بو بہر غریب عاشق مضطر ہے آپ کا۔
سو جائیں ہوں تو بھینک دوں میں تم کو وار کے

راؤ ہو داخل ہوکر۔ یارو آج ایک سنڈا مسٹنڈا ہاتھ آیا ہے۔ اسے ماتا جی کو بھینٹ دیں ہے دیوی کی جے دیوی کی۔

باب دوسرا پردہ آٹھواں پہاڑ

فضیحتا۔ دنیا میں بھلائی کا بدلہ برائی ہے۔ نیکی بڑی منحوس کاروائی ہے۔ میں نے رضیہ اور صولت کو ملا یا۔ تو میرے حصہ میں خوشی کے بدلے غم آیا۔ راستے ہی جاتے جاتے بھیڑیے لپٹ گئے۔ مجھ فرشتے رحمت کو یہ لعنتی بھوت چمٹ گئے۔ اب خدا جانے جہنم میں ڈالینگے۔ یا خود ہی کھائینگے۔ بھائیو تم لوگ کون ہو۔

پہلا۔ بات کے سچے۔
دوسرا۔ قول کے پکے۔
فضیحتا۔ گدھے کے بچے۔
تیسرا۔ آزادی کے عاشق زار۔
فضیحتا۔ تیرا نام کیا ہے۔ باوا شیرین گفتار۔
چوتھا۔ ٹھاکر داس۔
فضیحتا۔ اچھا باوا ٹھاکر داس۔
پہلا۔ تمہارا نام۔
فضیحتا۔ ہمارا نام خبط الحواس۔
پہلا۔ باپ کا
فضیحتا۔ اعرناس بن الماس بن خناس۔
دوسرا۔ ملک۔

فضیحتا - ہو کیا رہا ہے - ہماری شادی ہے براتیوں کے لئے کھانا نہیں تو تمہارے کھانے کی فکر میں ہیں -

ایک - داتا دیوی کو بھینٹ دے رہے ہیں -

گرو - نہیں بابا ٹھیک نہیں - انسان کی قربانی کا حکم دیوی نے کسی نہیں دیا

فضیحتا - بہ خدا پرست بھیڑیا خوب کہتا ہے -

چوتھا - مرا برسب کا حکم دیا ہے -

فضیحتا - تیرے باپ کے یہاں سنہری حرفوں میں لکھا ہوا پروانہ آیا ہوگا - مردود کہیں کا -

چوتھا - چپ رہو - نہیں تو مار ڈالینگے

فضیحتا - وہ تو پہلے ہی فیصلہ ہو چکا ہے -

گرو - بیٹا تیرا نام -

فضیحتا - شیخ فضیحتا -

گرو - باپ کا -

فضیحتا - مرزا مجیدہ -

گرو - دادا کا -

فضیحتا - کمر خمیدہ -

گرو - بھٹکا نہ بول -

فضیحتا - اچھا باوا ہمارا نہیں - سنئے تو ہم لعنت کرکے جاتے ہیں - جب آکر سگے دلہا بنینگے - اور رانا کے باپ سے فنا ہو جائینگے -

فضیحتا - پر مجھے کہاں چھوڑ چلے - کیوں باوا ختر کے لئے کیا حکم ہے -

تیسرا - تمہارے لئے وہی حکم ہے -

فضیحتا - تم ہم کو چھوڑ دو -

ایک - چھوڑ دیں - تم کو سوب کے دربار میں نہ چھوڑ دیں -

فضیحتا - نہیں بھائی مجھ کو زندگی کے لیے بڑی کھڑا رہتے دو -

سب - ارے بھاگو بھاگو رہا ڑکا عیندا تو کوئی کا بھاؤں گے

ڈراپ سین

باب تیسرا پردہ پہلا جنگل

سپاہی داخل ہوکر۔ بہادر سردار میں نے اپنے ایک جاسوس سے سنا ہے۔ کہ فضیحتا رضیہ کو بہکا کر جنگل میں لایا ہے۔ اور صولت کے ساتھ اس کی شادی کرانا چاہتا ہے۔ اگر آپ اس کی مدد کو نہ جاوینگے تو رضیہ ضرور قتل کی جاویگی۔

فیروز۔ اچھا جاؤ۔ فوراً جاؤ۔ تم فضیحتا کو گرفتار کرو۔ صولت سے میں خود سمجھ لونگا۔

صولت۔ رضیہ ادھر دیکھو۔ اس جگہ کو دیکھو اس وقت کو دیکھو۔ یہ ایک بیابان ہے

رضیہ۔ ہاں۔

صولت۔ وہ بالکل سنسان ہے

رضیہ۔ ہاں صرف ایک آدمی ہے اور تاریکی چھائی ہے۔ صولت درست

رضیہ۔ قدرت کے سوائے تمام دنیا مرچکی ہے۔ صولت تم صولت ہو۔

رضیہ۔ ٹھیک۔

صولت۔ اور تم ...ہو

رضیہ۔ یہ بھی ٹھیک۔

صولت۔ اگر کسی کے ہاتھ میں خنجر آبدار ہو۔

رضیہ۔ یا اللہ۔

صولت۔ اور تمہارا خون کرنے کو تیار ہو۔

رضیہ۔ او خدا۔

صولت۔ جب کہ ایسی جگہ ایسا وقت اگر ایسا واقعہ درپیش ہو۔ تم اپنی حفاظت کرنے سے لاچار ہو۔ خنجر کے ایک ہی وار میں رگوں سے روح باہر نکال دی جاویگی۔ اور لاش جنگلی جانوروں کی غذا بننے کے لئے کسی مردار گڑھے میں کھینچ کر ڈال دی جائیگی۔

رضیہ۔ تمہاری باتوں سے خوف معلوم ہوتا ہے۔

صولت - بیشک تم خوف کی حالت میں ہو -

رضیہ - تو مجھے اس خوفناک حالت سے نکالو بھائی ہو رحم کرو بچاؤ -

صولت - ایک شرط سے ایک ذریعہ ہے

رضیہ - لو لو - کہو - اظہار کرو

صولت - وہ شرط یہ ہے - کہ تم مجھے پیار کرو -

رضیہ - میں اس شرط کو بجا لاؤنگی - خدا کی قسم میں تمہیں چاہتی ہوں - اور آج سے
اور زیادہ چاہوں گی

صولت - مگر کیسے -

رضیہ - ایک بہن اپنے بھائی کو چاہتی ہے - ویسے -

صولت - چپ رہو - بہن ایسے چاہنے کو نہیں چاہتا -
خبردار ہو اس زندگی سے بیزار ہو - آزادی کا پیار ہو - تو ایک بیوی کی طرح
محبت کرنے کو تیار ہو -

رضیہ - یا اللہ تم کیا کہتے ہو - میری عصمت کی بربادی -

صولت - نہیں عزت بخش شادی -

رضیہ - دور ہو چھوڑ دو - مجھے جانے دو - تمہارا ہاتھ اپنے باپ کے خون سے
رنگین ہے - اس سے شادی کرنا وصیت کی بے عزتی - اور نکاح کی توہین ہے

صولت - اس [illegible] سے [illegible] - گواہ اور قاضی اس وقت کہاں
موجود ہیں - اگر نکاح ہوگا تو یہ خنجر ہی گواہ ہوگا - یہی میدان تیرا مزار ہوگا
مرگئی - لو کوئی اس جگہ رونے والا بھی نہیں -

رضیہ - موت برحق ہے مگر [illegible] نہیں -

صولت - زندگی اور موت میں اب فاصلہ دو ہاتھ ہے -

رضیہ - [illegible]

صولت - یاد رکھو میں [illegible] ظلم و جبر ہوں -

رضیہ - جبر کا اپنے [illegible] پائے گا فریب

صولت - دیکھ لو اس وقت ہے اپنی قضا کے سامنے -

رضیہ - ظلم کر انصاف ہوگا - اس خدا کے سامنے -

صولت - شادی نہ لگا تجھے تو کیا ہے - تیری ضد پرستی کیا -

رضیہ - خدا چاہے - تو یوں اڑ جائے - تو کیا تیری ہستی کیا -

صولت - میری سن مان - اگر دنیا میں کچھ دن اور جینا ہے -

رضیہ - کرے جو مرد ہو کر ظلم عورت پر کمینہ ہے -

صولت - بس مردار بدکار - اگر شادی سے انکار ہے - تو اس دنیا میں تیرا زندہ رہنا بیکار ہے -

رضیہ - او خدا - او خدا - میری مدد فرما - اور اس موذی کے ہاتھ سے بچا -

صولت - ہو چکا نالہ و فریاد - جھکا سر اپنا -

فیروز (داخل ہو کر) بس روک اپنا قدم پھینک دے خنجر اپنا -

صولت - کوئی شداد کا ہمزاد کہ فرعون ہے - تو لقمۂ شیر قضا جلدی بتا کون ہے تو

فیروز ـــــہ میں وہ ہوں فیل مست کو جو گوشمال دے
میں وہ ہوں جو پہاڑ کو ٹھوکر سے ٹال دے
دوزخ کا زلزلہ ہوں عذاب خدا ہوں میں
تیرے لئے وبا ہوں سزا ہوں قضا ہوں میں

صولت - جا جا بد اطوار - بد شعار - جدائی خوار - کیا دنیا سے بیزار ہے موت سر پر سوار ہے جو میرے معاملے کو بنا رہا ہے ـــــہ -

سامنے اک اژدر خونخوار کے ہو سوچ کر | موت کا ہوں دانت کھا جاؤں گا تجھ کو نوچ کر
ٹھوکریں کھاتا پھرے گا سر ترا تن جا کے مل | چل گیا گر ہاتھ تو یہ جسم ہوگا خاک میں

فیروز - بس بس رہنے دو - یہ چرب لسانی - اجز خانی کیا تو نہیں جانتا -
یہ تیغ اصفہانی دشمن پر دگانی دم میں کرتی ہے فانی -
تجھ جیسے ہزاروں کو پچھاڑا ہے قضا نے | لوہے کے لئے آگ بنائی ہے خدا نے
دم میں فنا کرنا ہے مغرور لسنبر کو | مچھر نے کچل ڈالا تھا نمرود کے سر کو

صولت - جان باختہ تجھے اس عورت کی مدد سے کیا مطلب ہے - کیا تو اس کا دوست یا رشتہ دار ہے

فیروز۔ بیشک ہوں خدا نے یہ دنیا ایک ہی دم سے پیدا فرمائی ہے۔ اس لئے
ہر ایک آدمی دوسرے کا بھائی ہے۔
صولت۔ تو مجھے بیوقوف معلوم ہوتا ہے
فیروز۔ اور تو مجھے نامرد معلوم ہوتا ہے۔
صولت۔ اگر تو عقلمند ہوتا۔ تو پرائی آگ میں کودنا ضرور تجھے نا پسند ہوتا۔
فیروز۔ اگر تو بہادر و جرار ہوتا۔ تو مرد ہو کر ایک عورت کے ستانے کے
لئے تیار نہ ہوتا۔
صولت۔ بدسر بس بند تقریر ملامت بار کر بڑھ ادھر تلوار کھینچ آ۔ اور
روک اور وار کر۔

(دونوں کا لڑنا)

فیروز۔ بول او مغرور اب وہ اجز خوانی کیا ہوئی۔
دھمکیاں غصہ ہوائی پہلوانی کیا ہوئی۔

چاک کر دوں دل جگر۔

رضیہ۔ بس رحم اے سردار رحم۔
فیروز۔ کاٹ لوں ناپاک سر۔
رضیہ۔ بس رحم۔ اے جرار رحم۔

باب تیسرا پردہ دوسرا جنگل

فضیحتا۔ شکر ہے اللہ ہے۔ کہ بھیڑیوں کے پنجہ سے رہائی پائی۔ آج تک میں
نے جو نیکیاں کی تھیں۔ وہ اس وقت کام آئیں۔ لاحول ولا۔ ان گدھوں
نے کیا مجھے کوئی صدقہ کا بکرا جان لیا تھا۔ جو حلال کرنے کا ارادہ
ٹھان لیا تھا۔ خیر ہوئی۔ کہ موقع پر قدرت نے دانتا زلزلے کے جھٹکوں
کو دھر کا تھا۔ ورنہ اس زور سے پڑتا موت کا چانٹا کہ سر ہو جاتا آٹا۔ پھر نے
میاں صولت رونے ہوتے اور میاں فضیحتا قبر کی مسہری پر پاؤں پھیلا
ہوتے ہونے سوئی موت کا نصیبا جاگا۔ سر پر رکھ کر پاؤں نینے بھاگا۔

گرتے پڑتے اس جا آئے - جان بچی اور لاکھوں پائے

جمعدار- خبردار او مکار-

فضیحتا- ابے تو کون ہے- نابکار اگر سلامتی درکار ہو تو یہاں سے فرار ہو-

جمعدار- او اگر زندگی درکار ہو- تو ہمارا تابعدار ہو -

فضیحتا- زبان سنبھال موت کے منہ میں ہاتھ نہ ڈال -

جمعدار- ورنہ کیا ہوگا -

فضیحتا ورنہ ابھی موت کی ٹرین میں سوار کرکے قبرستان کے اسٹیشن پر بھیج دیا جائے گا -

جمعدار- میں جانتا ہوں کہ تیرے خیال کے انجن میں غرور کی سٹیم کچھ زیادہ بڑھ گئی ہے - جو زبان کی ریل آدمیت کی پٹری سے اتر گئی ہے -

فضیحتا- جا بھائی جا مقابلہ کے پلیٹ فارم سے ہٹ جا - اور موت وحیات کے جنگشن سے سرک جا نہیں تو بقا کی لین سے فنا کی لین پر بھیج دیا جائیگا -

جمعدار- زبان تو شیخیوں کا دھواں اڑاتی ہے مگر آنکھوں کی سرخ لالٹین ہشیاری کا سگنل دکھاتی ہے

فضیحتا- جا بھائی جا- خاکساری کے ویٹنگ روم میں جاکر سو جا -

جمعدار- بس زباں کی ڈاک گاڑی ٹھیرا -

فضیحتا- ابے او جدائی گنج کے مسافر کیا سچ مچ موت کا ٹکٹ لے لیا ہے -

جمعدار- میں نے تین کلیر دیا - تو نے جان لے لیا -

(سیٹی بجانا- دو سپاہیوں کا آکر فضیحتا کو پکڑ لینا)

باب تیسرا پردہ چوتھا محل رضیہ

رضیہ کا داخل ہوکر گانا - اے صنم مکھڑا ملا ہے - کیا ہی پیارا چاند کو رات میں سے تیرے دھوکے میں لکارا چاند کو رات کوٹھے پر فرشتوں کو جو لو آیا نظر - بام گردوں سے دیئ فوراً اتارا چاند کو - چاندنی دابی بغل میں اور چمپت ہو گیا - رات کو آیا نظر جلوہ تمہارا چاند کو

زیبائی۔ چاند چاند دیکھ میرے سورج کی سواری آتی ہے۔ (چلے جاتا)

فیروز۔ بس بس یہ ڈینگیں رہنے دے۔ بس

اسی نے حسن و دلکش کی بدولت دلربا ہے تو وگرنہ گھاس ہے پاپتاں بس اور کیا ہے تو

چمن میں بلبلوں کے بیٹھے نخرما دو نگا تجھ کو میں ان بہار کے ہاتھوں سزا دلوانگا تجھ کو

رضیہ۔ جناب آپ یہاں ہیں میں تو سمجھی تھی۔ کہ مطالعہ فرما رہے ہیں یا غمگین پھولوں سے جی بہلا رہے ہونگے۔

فیروز۔ ہاں پیاری رضیہ میں ابھی باغ ہی سے آیا ہوں۔ اور زبردست چور کو گرفتار کر کے ساتھ لایا ہوں۔

رضیہ۔ کیا چور۔

فیروز۔ جی۔

رضیہ۔ کہاں ہے۔

فیروز۔ یہ ہے۔

رضیہ۔ یہ پھول۔

فیروز۔ جی ہاں یہ نامعقول۔

رضیہ۔ خوب اس نے کیا چیز چرائی

فیروز۔ تمہاری رعنائی۔ تمہاری دلربائی۔ تمہاری خوش ادائی۔ یہ بہار اس حسن کی ہے۔ یہ ہنسی ان ہونٹوں کی ہے۔ یہ رنگت ان گالوں کی ہے۔ یہ خوشبو ان بالوں کی ہے۔

قید کا حبس کا پھانسی کا سزاوار ہے تو حسن کا چور ہے مجرم ہے گنہگار ہے تو

رضیہ۔ جناب بخش دیں۔ میری نظر میں تو غریب کا کوئی قصور نہیں۔ اور اگر ہو بھی تو مجرم کو سزا دینا میرا دستور نہیں۔

فیروز۔ اگر آپ سزا دینا نہیں چاہتی ہیں تو اس کے معنے یہ ہوئے کہ آپ اس چور کی ہمت بڑھاتے ہیں۔ اور دوسروں کو چوری کرنا سکھاتی ہیں

رضیہ۔ ماشاءاللہ۔ آپ تو وکیلوں کی طرح بحث کرتے ہیں۔

فیروز۔ حج[illegible] کی فصل میں تو نہیں مگر یہ باشگلو[illegible] ر[illegible] کا بیرسٹر ضرور ہوں۔

باب تیسرا　پردہ پانچواں　جیلخانہ

صولت ۔ تو کہتی ہے کہ میں حسنا ہوں ۔ میری آنکھیں بھی کہتی ہیں ۔ کہ تو حسنا ہے مگر حسنا کے دل میں محبت ۔ ہونٹوں پر تسلی آنکھوں میں ہمدردی پائی جاتی تھی حسنا مجھے غمگین دیکھ کر گھنٹوں آنسو بہایا کرتی تھی ۔ مگر تو تو میری طرف سے بالکل بے پرواہ ہے ۔ تیرے پاس نہ میرے لئے افسوس ہے ۔ نہ تسکین ہے ۔ نہ ہمدردی کے آنسو ہیں ۔ دور ہو اے سرد اور خاموش دور ہو ۔ تو حسنا نہیں ہے ۔ بلکہ میری قسمت کی برائی ہے ۔ جو اس کی شکل بنا کر میری ذلت کا تماشہ دیکھنے آئی ہے ۔

حسنا ۔ افسوس میری طرح میری تصویر بدنصیب ہے ۔ غریب تصویر تو کیوں نہیں اس کے سلوک کی شکایت کرتی ۔ کیا میری طرح تو بھی اس سے محبت کرتی ہیں

صولت ۔ کدھر گئی ۔ کہاں گئی ۔ تو نے دیکھا ۔ وہ کہاں گئی ۔

حسنا ۔ کون ۔

صولت ۔ حسنا میری حسنا پیاری ہے ۔ ہاں ہاں تو حسنا ہے ۔ وہی رحم اور محبت والی حسنا ہے ۔ تو ضرور میرے زخمی دل پر تسلی کا مرہم لگاتی ۔ تو ضرور میری مصیبت پر آنسو بہاتی ۔ مگر تیرے چپ رہنے کا سبب یہ ہے ۔ کہ میری مصیبت دیکھ کر تیرے ہوش و حواس کھو گئے ہیں ۔ تیرے نہ رونے کی وجہ یہ ہے ۔ کہ افسوس کے شعلوں سے تیری آنکھ کے تمام آنسو خشک ہو گئے ہیں بول بول میں ان ملعون ہاتھوں کو جس نے تیرے ساتھ ایسی بے ادبی کی ہے ۔ کیا سزا دوں ۔ کاٹ دوں ۔ توڑ دوں ۔ پیس دوں ۔

صولت ۔ ادھر آ ۔

حسنا ۔ ارشاد

صولت ۔ یہ کیا ہے

حسنا ۔ تصویر ۔

صولت۔ کس کی۔
حسنا۔ عورت کی۔
صولت۔ جھوٹا ہے۔
حسنا۔ کیوں
صولت۔ جھوٹا ہے۔
حسنا۔ وجہ۔
صولت۔ جھوٹا ہے۔
حسنا۔ حضور۔
صولت۔ بے شعور عورت کیا ایسی فرمانبرداری ہوتی ہے۔ عورت کیا ایسی وفاشعار ہوتی ہے۔ عورت تو لالچی عیش دولت غرض پرست اور بدکار ہوتی ہے۔ یہ عورت نہیں فرشتہ ہے۔ حور ہے۔ نور ہے۔ یہ مجھے محبت کرتی ہے۔ سچی محبت وہ محبت جس کے لئے زمانہ ترستا ہے۔ وہ محبت جس کے پائے جانے کے بعد انسان بہشت کو ہیچ سمجھتا ہے
حسنا۔ میں نے سنا ہے۔ کہ اس سے زیادہ عباسی آپ کو محبت کرتی ہے
صولت۔ عباسی میری زندگی کو تاریک بنانے والا اس شیطان کی اکلوتی بیٹی دنیا کی بدترین مخلوق او خدا۔ او خدا۔ تیرے پاس جتنی طاقتیں ہیں۔ عباسی کی روح سے انتقام لینے میں صرف کر دے
حسنا۔ نہیں جناب وہ مر چکی۔ اب یوں کہئے۔ کہ خدا اسے معاف کر دے۔
صولت۔ معاف کر دے۔ کمبخت یہ جا دور ہو نکل جا۔ شیطان کے لئے معافی چاہتا ہوں۔ لعنت کے لئے رحم مانگتا ہے۔ جا جا مجھے کبھی مت نہ دکھانا۔ جب میں کنگال حالت میں اپنی قسمت پر ماتم کرتا ہوا جاؤنگا۔ تو میری قبر پر ٹھوکر مارنے آیا۔
حسنا۔ کیا میں چلا جاؤں۔ آپ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔
صولت۔ اگر تو میری محبت چاہتی ہے میرے ساتھ رہنا چاہتا ہے۔ تو عباسی کے خیال پر خاک ڈال دے۔ تو عباسی اس کی محبت تیرے جسم کے

جس حصہ میں ہو۔ اسے وہاں کھینچ کر باہر نکال دے۔ بول بول کہ اس
کی محبت کہاں ہے۔ روح میں۔ جسم میں۔ اگر روح میں ہوگی۔ تو میں روح
کو پاس کرکے جسم کو چاہونگا۔ اگر جسم میں ہوگی۔ تو جسم کو برباد کرکے روح کو پیار
کرونگا۔ اگر دونوں میں ہوگی۔ تو دونوں کو ہی اسیر کروں گا۔ دونوں میں
نہیں۔ تو دونوں کو پیار کروں گا میں تجھے بہت پریشان کرتا ہوں۔

حسنا۔ ذرا نہیں۔

صولت۔ نہیں نہیں تجھے پریشان کرتا ہوں معاف کردے۔ تو فرشتہ ہے۔ کیونکہ
ایک ناشکرے انسان کے لئے چار روز سے برابر تکلیفیں اٹھا رہا ہے ؎

جکڑے ہوئے عنایتوں سے بند بند ہیں۔
دل جسم روح سب ترے احسان مند ہیں
جاکر سناؤنگا ہر ایک اہل عدم کو میں
رکھونگا یاد قبر میں بھی اس کرم کو میں

حسنا ؎ کیں خدمتیں تو آپ پہ احسان کیا کیا
انسان پہ جو فرض ہے وہ فرض ادا کیا

صولت۔ خوشی! خوشی میرے لئے پیدا نہیں ہوئی۔ ایسے بے معنی لفظ کو
میری قبر کے پتھر پر کھودنے کے لئے رکھ چھوڑ۔ آج سے کچھ روز پیشتر
تھوڑی سی خوشی ہاتھ آئی تھی۔ وہ خوشی میری تقدیر دوسروں کی تقدیر سے
بھیک مانگ کر لائی تھی۔

حسنا۔ آپ اعتقاد رکھتے ہیں۔ کہ خدا کریم و رحیم ہے۔ پھر مایوس ہونے کی
کیا وجہ ہے۔

صولت۔ اس دنیا میں مایوسی اور اس دنیا میں ابدی تاریکی کے سوائے
میرے لئے کیا رکھا ہے خدا، ظلم، توبہ، گناہ، یہ سب پڑھے لکھے
ہیں۔ اور سب کے لئے معافی ہے۔ تاریکی ان سب سے بڑا گناہ
کیا ہے تو جانتا ہے۔

حسنا۔ فرمائیے۔ ساید وقت کو رائی میں گنوانا۔

صولت۔ نہیں میں تجھے پریشان کرتا ہوں۔ معاف کر دے۔ تو فرشتہ ہے کیونکہ ایک ناشکرے انسان کے لئے چار روز سے برابر تکلیفیں اٹھا رہا ہے۔

جکڑے ہوئے غنا سے ہوں بند بند ہیں۔ | دل جسم روح سب تیرے احسانمند ہیں
جا کر سناؤں گا ہر اک اہل عدم کو میں | رکھوں گا یاد قبر میں بھی اس کرم کو میں

حسنا۔ کیں منتیں تو آپ یہ احسان کیا کیا | انسان پہ جو فرض ہے وہ فرض ادا کیا

صولت۔ خوشی خوشی میرے لئے پیدا ہی نہیں ہوئی۔ اسے بے معنی لفظ کو میری قبر کے پتھر پر کھودنے کے لئے رکھ چھوڑ۔ آج سے کچھ روز پیشتر تھوڑی سی خوشی حاصل ہوئی تھی۔ وہ خوشی میری تقدیر دوسروں کی تقدیر سے بھیک مانگ کر لائی تھی۔

حسنا۔ آپ اعتقاد رکھتے ہیں۔ کہ خدا کریم و رحیم ہے۔ پھر مایوس ہونے کی کیا وجہ ہے۔

صولت۔ اس دنیا میں مایوسی اور اس دنیا میں ابدی تاریکی کے سوا میرے لئے کیا رکھا ہے۔ خون۔ ظلم۔ چوری۔ ڈاکہ۔ یہ سب بڑے گناہ ہیں اور ان سب کے لئے معافی ہے۔ مگر میں نے ان سب سے بڑا گناہ کیا ہے۔ تو جانتا ہے۔ کہ سب سے بڑا گناہ کیا ہے؟

حسنا۔ وقت کو برائی میں گنوانا۔

صولت۔ نہیں۔

حسنا۔ والدین کو ستانا۔

صولت۔ نہیں۔

حسنا۔ خدا کو بھول جانا۔

صولت۔ نہیں۔

حسنا۔ غریب کو ستانا۔

صولت۔ ہاں غریب کو ستانا دوست بنکر۔ دوست کے گلے پر چھری چلانا۔ لعنت بھیجتے ہیں۔ وہ ظلم ڈھایا ہے حسنا تجھ دوست و دوست کو میں نے ستایا ہے

حسنا۔ اگر خدا کی قدرت سے حسنا زندہ ہو جائے۔ اور آپ کو تسلی دینے کے لئے

یہاں آئیے۔

صولت۔ ٹھیر ٹھیر کیا تو بھی طرح دیوانہ ہے۔ یا مجھے اور دیوانہ بنانا چاہتا ہے
کیا اس دنیا کا انسان اس ذلیل دنیا میں دوبارہ واپس آسکتا ہے۔

حسنا۔ خدا میں سب قدرت ہے۔ فرض کرو۔ ایسا ہو تو آپ اس کے ساتھ کیا سلوک کرینگے

صولت۔ میں کیا کروں گا۔ میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ میں کیا کروں گا ؎

قربان ہونگا ہر دم اس با وفا صنم پر　　آنکھیں بچھاؤنگا میں اسکے قدم قدم پر
یہ جان صدقے ہو گی یہ دل وفا کرونگا　　جتنی جفائیں کی ہیں اتنی وفا کرونگا

حسنا۔ اے آسمان سن لے یارو گواہ رہنا　　وعدہ پہ اپنے قائم اے رشک ماہ رہنا

صولت۔ یا خدا یہ کیا زندہ حسنا۔

حسنا۔ نہیں نہیں پریشانی کی کیا ضرورت ہے۔ دیکھ لو وہی شکل وہی صورت نہ گھبراؤ
نہ گھبراؤ۔ آؤ آؤ میرے پاس آؤ۔ میرے سینے سے لگ جاؤ۔

صولت۔ حسنا حسنا۔

مجرم ہوں پر قصور ہوں تقصیر وار ہوں میں　　مستوجب سزا ہوں سزاوار ہوں میں
لیکن تو نیک دل ہے سخی ہے کرم ہے　　کردو مجھے معاف گر میں سزا وار ہوں میں

حسنا۔ شکر خدا کا کہ آج میں تم سے خوش ہوئی۔ میرے پیارے میں تمہاری کنیز ہوں۔

باب تیسرا پردہ راستہ

فضیحتا۔ کتنی مسکین فضیحتا دریا گرداب گھس گھیر ڈبکوں ڈکوں سکینداے از توجہ پارکن
واہ رے تقدیر تیری میرے سچے سائیں مانا کے بھوگ سے خدا خدا کرکے بچے
تو جیل خانہ کے مصنوعی کوؤں میں پھنسے۔ کوؤں سے خدا نے بچایا تو بھاسو سوپ
نے دھر دبایا۔ اور اب میں یہ پوچھتا ہوں۔ میری کچھ میں نہیں آتا۔ کہ
مجھ کو کیوں پکڑ لائے۔

ادہر کی طرف دیکھ کر یا باری تعالیٰ　　(فیروز کا آنا)

فیروز۔ کمبخت کیا کرتا ہے۔

فضیحتا۔ میں اس کا جواب نہیں دونگا۔ گو گو ... جاوے۔

فیروز۔ کیوں سائیں داتا کچھ اونچا سنتے ہو۔
فضیحتا۔ اب میں اس کا جواب ہی نہ دونگا۔ گونگا ہی بن جاتا ہوں۔
فیروز۔ میں نے کیا کہا۔ کیا تم کو سنائی نہیں دیتا۔
فضیحتا۔ ہنس رسائڈمیں ؟
فیروز۔ افسوس بیچارہ گونگا ہے۔
فضیحتا۔ جی ہاں۔
فیروز۔ آپ کو یہ مرض کب سے ہوا۔
فضیحتا۔ تیرے آتے ہی۔
فیروز۔ خدا جانے بیچارے کی زبان کب کھلیگی۔
فضیحتا۔ ارے تو ابھی دفع ہوجائے تو یہ دکھ فوراً دفع ہوجائے۔
فیروز۔ تو تم کو بہت تکلیف ہوتی ہوگی۔
فضیحتا۔ ہاں ہاں۔
فیروز۔ تو میں تم کو اس تکلیف سے نکالوں۔ دکھ سے بچالونگا۔
فضیحتا۔ بڑی مہربانی
فیروز۔ چلو تم سیدھے کھڑے ہوجاؤ۔ ایک موکل میرے تابع ہے۔ منتر پڑھ کے تمہارے مرض پر چھوڑتا ہوں۔
فضیحتا۔ یارب العالمین۔ اس نے تو پھر لگالی وہی ایک دو مین کی مشین
فیروز۔ یا پیر م خیر فقیر م خیر حضرت شاہ قدیر م خیر۔ پیر فقیر شریر م خیر۔ ایک دو تین اور خیر خیر م خیر۔
فضیحتا۔ مار ڈالا۔ مار ڈالا۔
فیروز۔ ہیں کیوں کیا ہوا۔
فضیحتا۔ ہونا کیا تھا۔ اچھا ہوگیا۔
فیروز۔ ابے تو گونگا تھا۔
فضیحتا۔ مگر اب بولنے لگ گیا۔
فیروز۔ وہ کیسے۔

فضیحتا۔ اس دکھ بھنی کو دیکھ کر۔
فیروز۔ دیکھی اس چیز کی کرامات کتنی جلد کرنے لگے بات۔
فضیحتا۔ یہ شیطاں مجھے ضرور پہچان گیا ہے۔ دیکھئے سرکار میں کوئی فقیر وقیر
نہیں ہوں۔
فیروز۔ تو۔
فضیحتا۔ میں تو وہی تمہارا ایک دو تین والا فضیحتا ہوں۔
فیروز۔ کون فضیحتا۔ ابے واہ یار۔ تجھے تو بھروپ بھرنا بھی خوب یاد ہے۔
فضیحتا۔ مگر آپ میرے بھی استاد ہیں بس صاحب یہاں سے مجھے جانے دو۔
فیروز۔ اچھا ضرور۔ لیکن سدل نہیں سوار۔
فضیحتا۔ ہیں تو کیا آپ میرے لئے پالکی منگائیں گے۔
فیروز۔ بیشک ہم تم کو چار کے کاندھے پر اٹھوائینگے۔
فضیحتا۔ ہیں تو کیا آپ میرا جنازہ اٹھوائینگے۔
فیروز۔ ہاں تو کیا سرپیں کوئی نیا ست ہے۔ تجھ کو تو مرجانے کی عادت ہے۔ چلو
جلدی سیدھے کھڑے ہوجاؤ۔ ایک دو۔
فضیحتا۔ ہیں پھر وہی ایک تیل میاں تم آدمی ہو۔ یا تیلی کے بیل۔ بار بار چکر لگاتے
ہو۔ مگر اس منحوس دائرے کے باہر نہیں جاتے ہو۔ آخر گھڑی گھڑی اس ایک
دو کی صدائے بے ہنگام سنانے سے تمہارا مطلب۔
فیروز۔ مطلب یہ ہے۔ کہ ایک دو تین کرکے تیرا خاتمہ کرنا چاہتا ہوں۔
فضیحتا۔ مگر اس شفقت سے کیا حاصل ہوگا؟
فیروز۔ یہی کہ تو سیدھا جہنم میں داصل ہوگا۔
فضیحتا۔ جگ تو میرے دوست نے اچھی تجویز کی ہے۔ جناب اس پر تکلف جگہ پر
بھیجنے کی کچھ خطا تقصیر۔
فیروز۔ ابے دام حرص کے اسیر۔ کیا بھول گیا خطا اور تقصیر۔
فضیحتا۔ اماں تو کچھ بتاؤ گے بھی۔
فیروز۔ آدمی کو پانی میں ڈبانا۔ وصیت نامہ چرانا۔

فضیحتا۔ آدمی کو پانی میں ڈبانا۔ وصیت نامہ چرایا۔ کس نے مجھے وصیت نامہ چراتے دیکھا ہے۔
فیروز۔ دیکھنا کیسا وہ خود آگیا۔ جس کو دعوے ہے۔
فضیحتا۔ کون حسن افروز کی روح۔ خدایا کیا آفت آئی۔ تازہ قیامت آئی۔
فیروز۔ آفت ہے۔ نہ قیامت ہے۔ فقط تیرے اعمالوں کی سامت ہے۔
حسنا۔ ہاں جسے ڈھونڈتا تھا میرا دل یہی ہے۔ ستمگار قاتل یہی ہے۔
فضیحتا۔ میں مرا۔ میں جلا میں فنا ہوا۔
فیروز۔ دیکھا اور پہچان ہے۔ یہ وہی تاراج غم۔ جو تیرے ہاتھوں سے پہنچی ہے سوئے ملک عدم تو نہیں جانتا۔ تو یہ بتائیے۔
فضیحتا۔ مر گئے بیٹا فضیحتا۔ ہائے ہائے۔
حسنا۔ بھڑک بھڑک اے جہنم کی آگ بھڑک کڑک۔ اے انتقام کی بجلی کڑک
فضیحتا۔ ہائے ہائے اس نے کڑک بھڑک کر کے میری جان آدھی کرگ کر دی۔
حسنا۔ تیرا نام فضیحتا ہے۔
فضیحتا۔ جی ہاں۔ آپ نے بجا فرمایا۔ زندگی بھر میں پہلی ہی مرتبہ سچ بولنے کا موقعہ آیا
حسنا۔ کیا تو نے کبھی کسی مصیبت پر ہاتھ صاف کیا۔
فضیحتا۔ مگر اس کو تو اس ایک دومین کی مسیں نے کھا لیا۔
حسنا۔ اور تو نے ہی مجھے دریا میں ڈبو دیا تھا۔
فیروز۔ جواب دے او بدنہاد۔
فضیحتا۔ ہاں سچ ہے۔ میرے استاد۔
حسنا۔ صولت جان کو بھی تو نے ہی آوارہ اور خراب کیا ہے۔
فیروز۔ بول کیا اس جرم کا تو نے ہی ارتکاب کیا ہے
فضیحتا۔ مگر قدرت نے مجھے ایسے ہی سر لطف کاموں کے لئے انتخاب کیا ہے
حسنا۔ اور رضیہ کو بھی تو نے پھنسایا تھا۔ نمک حرام۔
فیروز۔ جواب دے او نافرجام۔
فضیحتا۔ ارے یہی قدرت کرے کام۔ اور بیچ میں فضیحتا خاں بدنام۔

حسنا۔ اچھا تو چلو خدا کے گھر چلو۔
فیضحتا۔ نہیں ایسا نہ کرو۔ مجھے چھوڑ دو میں پکا وعدہ کرتا ہوں۔ کہ جب میری
موت آئیگی۔ تو خوشی سے مر جاؤنگا۔
حسنا۔ باتیں نہ بناؤ۔ میں دوزخ کے فرشتوں سے وعدہ کرا ئی ہوں۔ کہ
تمہارے لئے ناستنا لاتی ہوں
فیضحتا۔ توبہ۔ توبہ۔ تم تو بہر شیروں کی باتیں کرتی ہو۔ اسے اقتدار والی روح
جس طرح تو مجھے لے جانے پر قادر ہے۔ اسی طرح چھوڑ دینے پر
بھی قادر ہے۔
حسنا۔ تاکہ مجھ جیسے بے گناہوں کو رو رخون کے دریا میں غوطے دیا کرے
فیضحتا نہیں خانوں میں تمہارے سامنے قسم کھاتا ہوں۔
حسنا۔ بھلا مجھے کیونکر اعتبار آئے۔ آج قسم کھائے اور کل پلٹ جائے
فیضحتا۔ پلٹ کیسے جاؤں تم نے پلنگ کی طرح میرا گھر گھیر لیا۔
حسنا۔ ہاں اس الفن ہے
فیضحتا۔ ہاں میں قسم کھاتا ہوں۔ کہ
فیضحتا۔ کبھی خدا کا پاس نہ کرونگا۔ وعدے کا لحاظ رکھونگا۔
فیضحتا۔ ارے ٹھیر یار تو دھل درمعقول دیتا ہے۔ حضور آپ فرمائیں
تو میں روزہ رکھوں۔ زکواۃ دوں لمبی لمبی تسبیح پھراؤں حاجی ملاں بن جاؤں
حسنا۔ اچھا تو قسم کھا۔ کہ خدایا میں بدی سے باز آیا۔ کبھی کسی سے برائی نہ کرونگا
ہمیشہ بھلائی کروں گا۔
فیضحتا۔ اور اگر کبھی بھول سے ہو جائے۔
حسنا ہاں تو پکڑ دوں گردن گھونٹوں گلا۔
فیضحتا۔ اچھا اچھا ایسا۔ کرو میں مانے لیں۔
حسنا۔ اچھا تو میرے پاس آؤ۔
فیضحتا۔ نہیں نہیں ہاتو صاحبہ پاس آنے کی بات نہیں۔ زندہ مردے کا کیا ساتھ
تم ہنسی ہنسی میں میری جان قفس میں کرلو۔ تو میں کیا کرونگا۔

جسنا ۔ ارے احمق سن ۔ میں بھی تیری طرح ایک آدمی ہوں ۔
فضیحتا ۔ کیا آدمی ایسے ہوتے ہیں ۔
جسنا ۔ پھر کیسے ہوتے ہیں ۔
فضیحتا ۔ ایسے ہوتے ہیں ۔
جسنا ۔ دیکھ میرا ہاتھ پکڑ لی ہوں ۔
فضیحتا ۔ نہیں نہیں تم مجھے چھوؤ نہیں ۔ تم نے مجھے چھُوا ۔ اور میں دوزخ کے فرشتوں کا نوالہ ہوا ۔
جسنا ۔ اچھا تو مجھ کو چھوڑو ۔
فضیحتا ۔ وہ تو ایک ہی بات ہے ۔ چھری خربوزے پر گرے یا خربوزہ چھری پر گرے سب ایک ہی بات ہے ۔ چار تیئے بارہ اور تین چوک بارہ سب برابر ہے
جسنا ۔ کم بخت کبھی تو اعتبار کیا کر ۔
فضیحتا ۔ ارے میں تو زمانہ بھر کا چور ہوں ۔ اعتبار کیا کروں ۔
جسنا ۔ دیکھو ہوا کے جسم میں ہمیں ہوا سے
فضیحتا ۔ ہائے ہائے مار ڈالا ۔ مار ڈالا ۔
جسنا ۔ گھبراہٹ گھبراہٹ ۔ دیکھ میں زندہ جسنا ہوں
فضیحتا ۔ یہ تو سچ مچ زندہ جسنا ہے ۔ پاکدامن بانو ۔ تم کیونکر موت کے منہ سے نکل آئیں
جسنا ۔ خیر یہ پھر سن لینا ۔ اب تم توبہ کرو ۔ اور خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو
فیروز ۔ ادے جواب دے او شیطان ۔
فضیحتا ۔ اچھا میں توبہ کرتا ہوں ۔ اور ناک بھی رگڑتا ہوں ۔ اور ناٹک والوں سے بال کی ٹوپی لایا تھا ۔ یہ بھی واپس دیتا ہوں ۔ یارو اب میں بالکل سدھر گیا ہوں اب تم لوگ بھی سدھر جاؤ ۔ جب تک یہ کمپنی اس شہر میں ہے ۔ روز ناٹک دیکھنے آؤ

باب تیسرا پردہ ساتواں آخری جنگل

فیروز ۔ بھائی صولت میں اپنی بہن جسنا کو آپ سے منسوب کرتا ہوں ۔

صولت- بھائی فیروز میں بھی اپنی جان سے زیادہ دختر رضیہ کو آپ سے منسوب کرتا ہوں
اہل زمیں پہ صورت مہر فلک رہو زندہ رہو نہال رہو حشر تک رہو۔
فصیحتا- یا کریم- یا رحیم-
صولت- ہیں یہ کون-
حسنا- آپ انہیں نہیں جانتے- صولت- نہیں-
حسنا- کہیں دیکھا ہے- صولت- نہیں-
حسنا- آپ اس کو بالکل نہیں پہچانتے-
صولت- واللہ ہم نہیں پہچانتے-
حسنا- اجی وہی آپ کے پرانے مصاحب فصیحتا ہیں-
صولت- میں کون فصیحتا- کیا تجھ کو خدا کے ہاں سے ابھی موت کا حلوہ نصیب نہیں ہوا- بندوں کو دھوکا دیتے دیتے اب خدا کو دھوکا دینے لگا-
حسنا- نہیں نہیں اب یہ راہ راست پر آگیا ہے-
صولت- میرا تو- ایمان ہے- کہ شیطان کا راہ راست پہ آنا آسان ہے- مگر راہ پر آنا خارج از ایمان ہے-
فصیحتا- جناب یہ آپکا بیجا گمان ہے پہلے بندہ ایک معمولی انساندار تھا- اب پورا مسلمان ہے جو انسان ہے- وہ گناہ ضرور کرتا ہے- اور جو گناہ نہیں کرتا- وہ فرشتہ ہے اور جو گناہ کرکے شیخیاں مارتا ہے وہ شیطان ہے- اور جو گناہ کر کے پچھتاتا ہے وہ ولی ہے- خداوند کریم سب کو نیک ہدایت نصیب کرے- آمین- آمین آمین-
گانا- آؤ مل کر سکھیاں گاویں جوبن کی چھب دکھلاویں- پیروا کے من بھاویں ہاں دیجھاویں- دکھاویں- مناویں- رنگ رلیاں- راکھو راکھو راج سرگیانی دائم قائم رہے راج- دعا ہی ہری ورنی توڑے دکھ باویں- آؤ مل کر سکھیاں گاویں-

مکمل ڈراما خواب ہستی تمام شد

رنگین ملی جلی کتابیں

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
کتب غزلیات		سر گلس	۱ر	گیسا ۱۹ - ادھیائے	۱۲ر
آرسی داکول منابا	۱۰ر	بزم جاناں	۱۰ر	جیبی حاگی مودیتش	۶ر
سارا پیڈو رسگا	۱۰ر	گلدستہ سحر		جواہرات کا ڈھیر	۴ر
اب لڑکیں چھوڑ دے	۱ر	تڑپ فراق سرمس دا	۱۰ر	رفیق اسیاں	عہ
مجھے سمجھا کے ساں بچا دینا	۱ر	سقرار سوجا		سگرت جہا بھارت	۸ر
گدر گیا ہے رما گلے لگائی ہوئے	۱	جرمہ سحر	۱۰ر	سگناہ محرم	عہ
سحر داغ	۱۰ر	بزم راحت	۱ر	سدا بہار کے پھول	۱۲ر
امرداغ کی مارک جیاں	۴ر	بزم طرب	۱۰ر	جنگناں	۱۲ر
گلدستہ سحر	۱ر	بزم حسرت	۱ر	عورت کا دل	عہ
مجموعہ قوالی	۲ر	بزم قوالی	۱۰ر	سدکلب درکشی	عہ ۴ر
دیوان جوہر	عہ	مجموعہ سحر	۱۰ر	امرت مال ہردو حصہ	عہ
قران جاناں	۱ر	ارسیہ راوی پود چمکی وکیا کیسے	۱۰ر	دہرم اپدیش مالا	۱۲ر
وصال جاناں	۱ر	**مشرق کتب**		لیلیٰ ورسا	۸ر
حال جاناں	۱۰ر			آسد ورشا	۱ر
پیام جاناں	۱۰ر	سریکہ ساگر	۹ر	نو مہا دلوماں	۴ر
زلف جاناں	۱۰ر	سرکال سدھیا	۱۰ر	اکسول	۳ر
تصویر جاناں	.	آرہ سدھیا	۴ر	کرم لوگ	۸ر
حسینوں کی نازک ادا	۱۰ر	انگلش ٹیچر	۸ر	بھگتی لوگ	۶ر
جاگو ما بہاریے	ر	ٹاٹورا جسدیں دو جلد	معہ	راج لوگ	۳ر
اپنے سا کی جوگی	۱ر	مہا بھارت اتی	۸ر	لوگ کے عملی سبق	۸ر
بہار تھیٹر	۱ر	رامائن بالمکی اتی	۲ر	انمول موتیوں کی مالا	۸ر
جوہر تھیٹر	۱۰ر	رامائن تلسی داس ستک	۲ر	عروج روحانی	۴ر
انتی پ جوہر	۱ر	رامائن بطرز ناول	۱۲ر	سادھو کی صدا	۴ر
بزم جوہر	۱۰ر	جوہر		بھگت رماب	۵ر
گوہا	۱۰ر	بھاگوت نکہس لال	لعہ	ساہن کے سوخال	۴ر
بزم سخن	۱۰ر	دیوی بھاگوت	لعہ	بھارتی زندگی اور سوسب	۶ر
گوہر سخن	۱۰ر	بھگت مال	۶ر	فانوس خیال	۶ر

ملنے کا پتہ بھائی دیا سنگھ اینڈ سنز تاجران کتب لوہاری دروازہ لاہور

ہندوستان کے تھیٹریکل سٹیج پر پولیٹکل جذبات کا موجزن سمندر
یعنی

دکھیا بھارت

شریمتی منجری نامی ڈرامہ

جسے ہندوستان کے مشہور ڈرامہ نویس منشی عباس کے جادو نگار قلم نے قومی شہیدوں کے پاکیزہ مقدس خیالوں کی سیاہی سے لکھ کر نور ازل کے سانچہ میں ڈھالا ہے۔ یہ اتحاد عمل کا وہ زندہ جاوید سیاسی ڈرامہ ہے۔ جسے فاضل مصنف نے جگر تھام کر لکھا ہے۔ اور جو یقینی طور پر دل تھام کر پڑھا جائیگا۔ ہر ہندوستانی کے ہاتھ میں یہ ڈرامہ ہونا چاہئے۔ جو ہزاروں پولیٹکل تقریروں کا ایک بہترین خلاصہ اور سب سے بڑھ کر بھارت کی حقیقی حالت کا زندہ منظر ہے پنجاب کے پولیٹکل لیڈر شریمان لالہ لاجپت رائے جی جس ڈرامہ کی تصنیف کے لئے ۳ ہزار روپیہ کا اعلان کر رہے ہیں۔ ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ وہ ہر رنگ میں اس سے بہتر نہ لکھا جائیگا۔
قیمت فی جلد عمہ محصولڈاک علاوہ۔

ہمارے کتب خانہ میں ہر ایک قسم کی کتابیں مثلاً- عربی- فارسی- ہندی سنسکرت- ناول- ناٹک- دینی- پستو- سرکاری- فرہنگ- خلاصہ جات قصہ جات وغیرہ وغیرہ بہ نسبت اور دکانوں کے سستی اور بافایت ملتی ہیں آزمائش شرط ہے

المشتہر- بھائی دیا سنگھ اینڈ سنز تاجران کتب لاہور

قومی ڈرامہ

بیداری

مصنفہ اظہر دہلوی

جس میں تمام واقعات کمال کا نقشہ۔ حادثات نجابت و خلافت کا آئینہ۔ اتحاد و اتفاق کا گنجینہ۔ ہر ایک ہندوستانی کے پڑھنے کے قابل۔ اس ڈراما کا دامن فحش مضامین سے پاک ہے۔ قیمت عہ ر

بالکل نیا ڈرامہ

نور اسلام

مصنفہ منشی عباس

لیجیے حضرات آپ کے خوش کرنے کے لیے ہم نے ایک اور نیا ڈراما چھپوایا۔ اس کا ہر ایک لفظ گوہر آبدار ہے جادو نگاری کی جان اور پند و نصیحت کی کان ہے فصاحت فرماں ہو رہی ہے اور بلاغت بلائیں لے رہی ہے۔ بلاٹ برجستہ مضمون ساخت نیکی اور بدی کا فوٹو۔ راز زمانہ کے کرشمے۔ زمانے کا چمن۔ غرضیکہ اس کے ہر ایک سین میں ظرافت کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔ رند مشرب لوگوں کی ذلت اور ظالموں کا انجام اس سے آشکارا ہے۔ ڈرامہ نہیں فسانہ نویس کی آنکھوں کا تارا ہے۔ ایک لفظ دیکھ کر آپ پھڑک نہ جائیں۔ تو ہمارا ذمہ قیمت صرف ۱۲ ر

بفرمائش بھائی دیا سنگھ اینڈ سنز تاجران کتب لوہاری گیٹ لاہور